﴿... اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِاللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ﴾ (آل عمران: ٧٤) ﴿... عَسٰى اَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا﴾ (بنی إسرائيل: ٨٠)

الفضل

ہفت روزہ
انٹرنیشنل

مدیر أعلیٰ نصیر أحمد قمر

جلد ا | جمعہ ۳۰ ستمبر ۱۹۹۴ء | شمارہ ۳۹

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

جو شخص نوع انسان کے ساتھ اخلاق سے پیش آتا ہے خدا تعالیٰ اس کے ایمان کو ضائع نہیں کرتا

"غرض اخلاق ہی ساری ترقیات کا زینہ ہے۔ میری دانست میں یہی پہلو حقوق العباد کا ہے جو حقوق اللہ کے پہلو کو تقویت دیتا ہے۔ جو شخص نوع انسان کے ساتھ اخلاق سے پیش آتا ہے خدا تعالیٰ اس کے ایمان کو ضائع نہیں کرتا۔ جب انسان خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے ایک کام کرتا ہے اور اپنے ضعیف بھائی کی ہمدردی کرتا ہے تو اس اخلاص سے اس کا ایمان قوی ہو جاتا ہے۔ مگر یہ یاد رکھنا چاہئے کہ نمائش اور نمود کے لئے جو اخلاق برتے جاتے ہیں وہ اخلاق خدا تعالیٰ کے لئے نہیں ہوتے اور ان میں اخلاص کے نہ ہونے کی وجہ سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ اس طرح پر تو بہت سے لوگ سرائیں وغیرہ بنا دیتے ہیں۔ ان کی اصل غرض شہرت ہوتی ہے۔ اور اگر انسان خدا تعالیٰ کے لئے کوئی فعل کرے تو خواہ وہ کتنا ہی چھوٹا کیوں نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ اسے ضائع نہیں کرتا اور اس کا بدلہ دیتا ہے۔ میں نے تذکرۃ الاولیاء میں پڑھا ہے کہ ایک ولی اللہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ بارش ہوئی اور کئی روز تک رہی۔ ان بارش کے دنوں میں میں نے دیکھا کہ ایک اسی برس کا بوڑھا گبر ہے جو کوٹھے پر چڑیوں کے لئے دانے ڈال رہا ہے۔ میں نے اس خیال سے کہ کافر کے اعمال حبط ہو جاتے ہیں اس سے کہا کہ تیرے اس عمل سے تجھے کچھ ثواب ہو گا؟ اس گبر نے جواب دیا کہ ہاں ضرور ہو گا۔ پھر وہی ولی اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ جو میں حج کو گیا تو دیکھا کہ وہی گبر طواف کر رہا ہے۔ اس گبر نے مجھے پہچان لیا اور کہا کہ دیکھو ان دانوں کا مجھے ثواب مل گیا یا نہیں؟ یعنی وہی دانے میرے اسلام تک لانے کا موجب ہو گئے۔

حدیث میں بھی ذکر آیا ہے کہ ایک صحابی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ایام جاہلیت میں میں نے بہت خرچ کیا ہے کیا اس کا ثواب بھی مجھے ہو گا؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جواب دیا کہ یہ اسی صدقہ و خیرات کا ثمرہ تو ہے کہ تو مسلمان ہو گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کسی کے ادنیٰ فعل اخلاص کو بھی ضائع نہیں کرتا اور یہ ثابت ہوتا ہے کہ مخلوق کی ہمدردی اور خبر گیری حقوق اللہ کی حفاظت کا باعث ہو جاتی ہے۔

پس مخلوق کی ہمدردی ایک ایسی شے ہے کہ اگر انسان اسے چھوڑ دے اور اس سے دور ہوتا جاوے تو رفتہ رفتہ پھر درندہ ہو جاتا ہے۔ انسان کی انسانیت کا یہی تقاضا ہے اور وہ اسی وقت تک انسان ہے جب تک اپنے دوسرے بھائی کے ساتھ مروت، سلوک اور احسان سے کام لیتا ہے اور اس میں کسی قسم کی تفریق نہیں ہے جیسا کہ سعدیؒ نے کہا ہے ۔

بنی آدم اعضائے یک دیگر اند

یاد رکھو ہمدردی کا دائرہ میرے نزدیک بہت وسیع ہے۔ کسی قوم اور فرد کو الگ نہ کرے۔ میں آج کل کے جاہلوں کی طرح یہ نہیں کہتا کہ تم اپنی ہمدردی کو صرف مسلمانوں سے ہی مخصوص کرو۔ نہیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ تم خدا تعالیٰ کی ساری مخلوق سے ہمدردی کرو۔ خواہ وہ کوئی ہو۔ ہندو ہو یا مسلمان ہو یا کوئی اور۔ میں کبھی ایسے لوگوں کی باتیں پسند نہیں کرتا جو ہمدردی کو صرف اپنی ہی قوم سے مخصوص کرنا چاہتے ہیں۔ ان میں بعض اس قسم کے خیالات بھی رکھتے ہیں کہ اگر ایک شیرے کے مٹکے میں ہاتھ ڈالا جاوے اور پھر اس کو تلوں میں ڈال کر تل لگائے جاویں تو جس قدر اس کو لگ جاویں اس قدر دھوکہ اور فریب دوسرے لوگوں کو دے سکتے ہیں۔ ان کی ایسی بیہودہ اور خیالی باتوں نے بہت بڑا نقصان پہنچایا ہے اور ان کو قریباً وحشی اور درندہ بنا دیا ہے مگر میں تمہیں بار بار یہی نصیحت کرتا ہوں کہ تم ہر گز ہر گز اپنی ہمدردی کے دائرہ کو محدود نہ کرو۔ اور ہمدردی کے لئے اس تعلیم کی پیروی کرو جو اللہ تعالیٰ نے دی ہے یعنی "ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ (النحل : ۹۱) " یعنی اول نیکی کرنے میں تم عدل کو ملحوظ رکھو۔ جو شخص تم سے نیکی کرے تم بھی اس کے ساتھ نیکی کرو۔

باقی صفحہ نمبر ۳ پر ملاحظہ فرمائیں

مختصرات

مختصرات کے عنوان سے سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ان مجالس علم و عرفان کی کسی قدر تفصیل قارئین الفضل کی خدمت میں پیش کی جاتی ہے جو ایک سلسلہ وار پروگرام ۔ "ملاقات" کی صورت میں مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ سے ہر روز ایک گھنٹہ کے لئے پیش کیا جاتا ہے۔ اور غیر معمولی دلچسپی، توجہ اور عقیدت سے اکناف عالم میں دیکھا اور سنا جاتا ہے۔ اس پروگرام کے بارہ میں یہ مختصر نوٹ بغرض ریکارڈ قارئین کے استفادہ کے لئے شائع کئے جاتے ہیں لیکن پورے طور پر مستفید ہونے کے لئے اصل ویڈیوز حاصل کر کے سننا ضروری ہے۔ جو آپ کے اپنے ملک کے سینٹرل مشن کے شعبہ ویڈیوز سے مل سکتی ہیں اور مرکزی شعبہ ویڈیوز لندن سے رابطہ کر کے بھی حاصل کی جا سکتی ہیں۔

گزشتہ ہفتے کے پروگرام "ملاقات" کا خلاصہ یہ ہے:۔

۱۰ ستمبر ۱۹۹۴ء، بروز ہفتہ :

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے ذریعہ جو مختلف زبانیں سکھانے کا پروگرام بنایا ہے اس سلسلہ میں بعض اہم ہدایات دیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ:

☆ جب استاد کوئی زبان سکھائے تو طالب علم کو کوشش سے یاد کرنے کی ضرورت نہیں۔ جیسے چھوٹا بچہ جو ابھی بولنا سیکھ رہا ہوتا ہے تو جب اسے کچھ کہتے ہیں تو وہ کوشش سے یاد نہیں کرتا بلکہ جب ایک بات کئی بار اسے کہی جاتی ہے تو وہ سمجھنے لگتا ہے اور اسے یاد بھی ہو جاتی ہے۔ اسی طرح دراصل یاد کروانے کی ذمہ داری استاد پر ہے۔

☆ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خود اردو زبان کے چند فقرے سکھا کر بتایا کہ زبان کس طرح سکھائی جانی چاہئے۔

☆ طلبہ کو یاد کرنے کی بجائے پہلے سمجھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

☆ پڑھانے کا طریق نیچرل ہونا چاہئے۔

☆ شروع میں کوئی زبان لکھنی، پڑھنی، سکھانے کی کوشش نہیں کرنی چاہئے۔ پہلے زبان بولنی سکھائی جائے اور اس کے بعد لکھنا پڑھنا۔

☆ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک وقت میں ۱۲، ۱۳ الفاظ یاد ہو جائیں۔ زبانوں کا مسئلہ بہت مشکل، الجھا ہوا اور وقت طلب ہے۔ زبانی سمجھانے کے طریق سے زبان سیکھنے کے لئے دو سال چاہئیں اور لکھنا پڑھنا اس کے بعد سکھانا چاہئے۔

☆ نیز فرمایا کہ پڑھانے کے لئے استاد کو پہلے سے تیاری کی ضرورت نہیں بلکہ پڑھاتے ہوئے موقعہ پر دیکھ لینا چاہئے۔ اور سیکھنے والوں کے چہروں کے تاثرات کے مطابق پڑھایا جائے کہ ان کو کس طرح سمجھ آتی ہے۔ یا وہ کیسے بہتر طور پر سکھا سکتے ہیں۔

۱۱ ستمبر ۱۹۹۴ء، بروز اتوار :

ینگ لجنہ کے ساتھ حضور کا سوال و جواب پروگرام تھا۔ نیز کچھ بچے اور بچیاں بھی شوق سے اس میں شامل ہوئے۔ اس میں مختلف سوالات کئے گئے یعنی:

☆ کیا قسمت کا فیصلہ انسان کی پیدائش سے پہلے ہی ہو چکا ہوتا ہے؟۔ اس کے جواب میں حضور نے فرمایا کہ اس کا جواب آپ گزشتہ رمضان المبارک میں تفصیل سے دے چکے ہیں وہ متعلقہ ٹیپ سن لیں۔

☆ کیا لائف انشورنس اسلام میں ممنوع ہے؟

☆ کیا یہ درست ہے کہ انسان پر مختلف ستاروں کا اثر ہوتا ہے؟۔ اس پر فرمایا کہ ستاروں وغیرہ کا اثر تو ہوتا ہے مگر یہ اس قدر پیچیدہ ہوتا ہے کہ یہ نام نہاد پامسٹ اسے نہیں جان سکتے۔

☆ مرد کے لئے طلاق دینا آسان ہے مگر ایک عورت کو خلع لینا مشکل ہے ایسا کیوں ہے؟ حضور انور نے تفصیل سے بتایا کہ ایسا نہیں ہے بلکہ معاملہ اس کے برعکس ہے۔

☆ اپنے جسم کے اعضاء Donate کرنے کے بارہ میں اسلامی نظریہ کیا ہے؟

☆ جسم کے اندر روح یا جان جو پائی جاتی ہے وہ کیا ہے۔ یہ جسم میں کیسے داخل ہوتی ہے اور مرنے کے بعد کہاں جاتی ہے؟

حضور انور نے نہایت لطیف پیرایہ میں تفصیلاً اس پر گفتگو فرمائی۔ نیز بتایا کہ جانوروں کی زندگی ان کے مرنے کے ساتھ ختم ہو جاتی ہے مگر انسان کی روح انسان کے مرنے کے ساتھ نہیں مرتی۔

☆ دنیا کی آبادی دن بدن تیزی سے بڑھ رہی ہے اسلام کا آبادی کو روکنے کے بارہ میں کیا نظریہ ہے اور کیا برتھ کنٹرول جائز ہے؟

☆ ہم کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز کیوں پڑھتے ہیں؟

☆ اگر والدین میں سے ایک احمدی اور ایک غیر احمدی ہو اور اس کی وجہ سے بچوں کے لئے احمدیت پر عمل کرنا مشکل ہو جائے تو وہ کیا کرے؟

☆ مردوں کو سونا پہننا کیوں منع ہے۔

باقی صفحہ نمبر ۴ پر ملاحظہ فرمائیں

اداریہ

جو تپتی ریت میں بھونا گیا ہو مثل بلالؓ
اسی کا حق ہے اذاں لا الہ الا اللہ

سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام گرامی سے کون مسلمان ہے جو واقف نہیں۔ راہ مولا میں دکھ اٹھانے والوں میں آپ کا ایک خاص مقام و مرتبہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی توحید کے اقرار کے جرم میں جس طرح آپ کو شدید مظالم کا نشانہ بنایا گیا اور طرح طرح کی اذیتیں دی گئیں ان کا ذکر پڑھ کر ہی انسان کے بدن پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔ آپ کو چلچلاتی دھوپ میں تپتی ریت پر ننگے بدن لٹایا گیا اور آپ کی چھاتی پر دہکتے ہوئے پتھروں کی سلیں رکھی گئیں۔ گلے میں رسی باندھ کر مکہ کی پتھریلی گلیوں میں گھسیٹا گیا۔ بھوک اور پیاس کی شدید اذیتیں دی گئیں۔ آپ کے ننگے بدن پر کوڑے برسائے گئے۔ کیوں؟ صرف اس لئے کہ آپ یہ کہتے تھے کہ ہمارا رب اللہ ہے۔ اللہ ایک ہے اور اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ آپ سے مشرکین مکہ کا صرف ایک ہی مطالبہ تھا کہ آپ خدائے واحد کے اقرار سے باز آجائیں۔ اس کی توحید کا انکار کر دیں مگر آپ کی زبان سے ہمیشہ "احد، احد" کی آوازیں ہی بلند ہوتی رہیں۔ آپ نے نہایت درجہ صبر اور استقامت اور عظیم الشان صدق و وفا کا نمونہ دکھایا۔ ایک لمبے عرصے تک غیر معمولی قوت برداشت کے ساتھ آپ ان مظالم کو سہتے رہے اور اف تک نہ کی اور اپنے دکھوں اور اپنی قربانیوں اور اپنے بہتے ہوئے خون سے یہ ثابت کر دیا کہ ظالم اور فسادی در حقیقت مذہب کے مخالفین ہوا کرتے ہیں، مذہب کے ماننے والے نہیں۔ سچے مذہب کے نام لیوا مظلوم بن کر زندہ رہا کرتے ہیں ظالم بن کر نہیں۔ وہ حق و صداقت کی خاطر اپنی جان پر کھیل جاتے ہیں مگر سچائی کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتے۔ مذہب کے نام پر ظلم کرنے والے دراصل خود بے دین ہوا کرتے ہیں اور اس کا ایک ثبوت قرآن کریم نے یہ پیش فرمایا ہے کہ وہ ظالم لوگ خدا کے نام پر خدا ہی کی عبادت سے روکتے ہیں اور اللہ کی مسجدوں میں اس کے ذکر کو بلند کرنے سے منع کرتے ہیں اور ان مساجد کو تباہ و برباد کرنے اور ویران کرنے کی کوشش کرتے ہیں (البقرہ: ۱۱۵)۔ ان ظالموں کی مومنوں سے دشمنی کی وجہ صرف یہ ہوتی ہے کہ وہ اس اللہ پر ایمان لاتے ہیں جو عزیز و حمید ہے اور آسمانوں اور زمین کا مالک ہے (البروج: ۹، ۱۰)۔

۱۴۰۰ سال پہلے کی یہ تاریخ آج جماعت احمدیہ کے ساتھ دہرائی جا رہی ہے۔ احمدیہ مساجد کو منہدم کیا جاتا ہے اور احمدیوں پر اس وجہ سے کہ وہ کلمہ "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کا اقرار کرتے ہیں، قید و بند کی صعوبتوں میں مبتلا کیا جاتا ہے اور طرح طرح کی اذیتیں پہنچائی جاتی ہیں۔ لیکن یہاں ایک فرق ہے جسے پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں آپؐ پر اور آپؐ کے صحابہؓ پر کلمہ توحید کے اقرار کی وجہ سے جو مظالم توڑے جاتے تھے وہاں ظلم کرنے والے مشرکین تھے۔ لیکن اب احمدیوں پر اس کلمہ طیبہ کے اقرار اور اس کے اظہار کے جرم میں جو مظالم کئے جا رہے ہیں یہاں ظلم کرنے والے وہ لوگ ہیں جو خود کو مسلمان کہتے ہیں اور بظاہر اسی پاک کلمہ پر ایمان رکھنے کا خود بھی دعویٰ کرتے ہیں۔ اگر تو ان کا یہ خیال ہے کہ احمدی ان کے مظالم سے تنگ آکر خدائے تعالیٰ کی توحید کے اقرار سے باز آجائیں گے یا حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت سے انکار کر دیں گے تو یہ ان کی بھول ہے کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ ؎

جو تپتی ریت میں بھونا گیا ہو مثل بلال
اسی کا حق ہے اذاں لا الہ الا اللہ

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانے والی آخرین کی یہ وہ جماعت ہے جو صحابہ کی مثیل ہے اور دنیا بھر میں خدا تعالیٰ کی توحید کے قیام کے لئے اور حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے حسن و احسان سے دنیا کو مغلوب کرنے کے لئے اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے ہر دم مستعد اور تیار ہے

بنائی احمد نے قوم ایسی فدا ہے جو نام پر خدا کے
فرشتے خوش خبریاں سناتے ہیں اس کو روزانہ و شبانہ
ہزاروں آزادیاں ہیں قرباں اسیر حسن محمدیؐ پر
زہے اسیری کہ شاخ طوبیٰ پہ گوہر اس کا ہے آشیانہ

یقیناً بہت ہی خوش نصیب ہیں وہ اسیران راہ مولا جنہیں کلمہ طیبہ کی خاطر جیلوں میں ڈالا گیا۔ ہمیں یقین ہے کہ وہ اپنے سے پہلوں کی قربانیوں کی عظیم روایات کو زندہ و تابندہ رکھیں گے اور اللہ تعالیٰ انہیں صبر و ہمت عطا فرمائے گا اور ان کے قدموں کو ثبات بخشے گا اور آسمان سے فرشتے ان کے لئے اللہ کی رضا کی جنتوں کی خوشخبریاں لے کر ان پر نازل ہوں گے۔

اپنے خالق کے حضور

دل کے آنگن میں بہاروں کا نظارا ہوتا
تو کبھی آکے جو مہمان ہمارا ہوتا
میں تو اندھا تھا میری جان تجھے پا نہ سکا
ڈھونڈ پاتا جو مجھے تونے پکارا ہوتا
جا گراتا جو تیرے نور کے قلزم میں مجھے
دل کے دریا میں مرے کاش وہ دھارا ہوتا
ڈوب جاتا میں ترے بحر محبت میں اگر
پھر تلاطم نہ سفینہ نہ کنارا ہوتا
ہائے تنکوں کے سہاروں نے ڈبویا ہے مجھے
جز ترے کاش نہ کوئی بھی سہارا ہوتا
تیری دہلیز پہ مرجاتا خوشی کے مارے
اندر آنے کا اگر مجھ کو اشارا ہوتا
اے مری جان تمنا! مجھے اتنا تو بتا
وہ ادا کیا ہے کہ میں بھی تیرا پیارا ہوتا
آسمانوں کے فرشتے مجھے سجدہ کرتے
تیری طاعت میں اگر وقت گذارا ہوتا
عہدی پیری کو سمجھتا میں ملاقات کی رات
عمر رفتہ کو اگر میں نے سنوارا ہوتا
یوں کڑی دھوپ میں کیوں مار کے پھینکا ہے مجھے
اپنی دیوار کے سائے میں تو مارا ہوتا
آج تک دل میں ظفر کے یہ تڑپ ہے پیارے
چھوڑ کر سارے جہاں کو وہ تمہارا ہوتا

(مکرم مولانا ظفر محمد صاحب ظفر مرحوم)

بقیہ ارشادات عالیہ از صـ ۱

اور پھر دوسرا درجہ یہ ہے کہ تم اس سے بڑھ کر اس سے سلوک کرو۔ یہ احسان ہے۔ احسان کا درجہ اگرچہ عدل سے بڑھا ہوا ہے اور یہ بڑی بھاری نیکی ہے لیکن کبھی ممکن ہے احسان والا اپنا احسان جتلاوے مگر ان سب سے بڑھ کر ایک درجہ ہے کہ انسان ایسے طور پر نیکی کرے جو محبت ذاتی کے رنگ میں ہو جس میں احسان نمائی کا بھی کوئی حصہ نہیں ہوتا ہے جیسے ماں اپنے بچہ کی پرورش کرتی ہے وہ اس پرورش میں کسی اجر اور صلے کی خواستگار نہیں ہوتی بلکہ ایک طبعی جوش ہوتا ہے جو بچے کے لئے اپنے سارے سکھ اور آرام قربان کر دیتی ہے۔ یہاں تک کہ اگر کوئی بادشاہ کسی ماں کو حکم دے دے کہ تو اپنے بچہ کو دودھ مت پلا اور اگر ایسا کرنے سے بچہ ضائع بھی ہو جاوے تو اس کو کوئی سزا نہیں ہوگی تو کیا ماں ایسا حکم سن کر خوش ہوگی؟ اور اس کی تعمیل کرے گی؟ ہرگز نہیں بلکہ وہ تو اپنے دل میں ایسے بادشاہ کو کوسے گی کہ کیوں اس نے ایسا حکم دیا۔ پس اس طریق پر نیکی ہو کہ طبعی مرتبہ تک پہنچایا جاوے۔ کیونکہ جب کوئی شے ترقی کرتے کرتے اپنے طبعی کمال تک پہنچ جاتی ہے اس وقت وہ کامل ہوتی ہے۔

یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ نیکی کو بہت پسند کرتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ اس کی مخلوق سے ہمدردی کی جاوے اگر وہ بدی کو پسند کرتا تو بدی کی تاکید کرتا مگر اللہ تعالیٰ کی شان اس سے پاک ہے۔ (سبحانہ تعالیٰ شانہ)"۔

(ملفوظات جلد چہارم [طبع جدید] صـ ۲۱۶ تا ۲۱۸)

خدا تعالیٰ جس نمونہ پر اس جماعت کو قائم کرنا چاہتا ہے وہ صحابہؓ کا نمونہ ہے۔ ہم تو منہاج نبوت کے طریقہ پر ترقیات دیکھنی چاہتے ہیں۔

(حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

(آٹھویں قسط)

قرآن مجید پر معاند اسلام پادری وہیری کے اعتراضات اور ان کے جوابات

(سید میر محمود احمد ناصر)

(تسلسل کے لئے دیکھئے الفضل انٹرنیشنل شمارہ ۳۲، ۱۲ اگست ۱۹۹۴ء)

پادری وہیری نے تیسری بات یہ کہی ہے کہ وہ قرآن مجید کی وہ گواہی سامنے لانا چاہتے ہیں جو نعوذباللہ نبی عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی Imposture کے بارہ میں ہے:

(......he wished to bring to light ..... its testimony to the imposture of Arabian prophet)

افسوس ہے پادری وہیری تعصب کی پٹی آنکھوں پر باندھے ہوئے ہیں ورنہ قرآن مجید تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور منجانب اللہ ہونے کے اس سے بہت زیادہ روشن اور مضبوط دلائل پیش فرماتا ہے جو نیا عہدنامہ یسوع کی صداقت کے لئے پیش کرتا ہے۔ اگر پادری وہیری صاحب نئے عہدنامہ کی حد درجہ کمزور گواہی پر یسوع کو نبی اور رسول چھوڑ خدا اور خدا کا بیٹا ماننے پر مصر ہیں تو قرآن شریف کی زبردست براہین کو کیوں تسلیم نہیں کرتے۔ جبکہ نئے عہدنامہ نے مخالفین کو اپنے جیسے دلائل و براہین پیش کرنے پر کوئی تحدی پیش نہیں کی، کوئی چیلنج نہیں دیا۔ مگر قرآن شریف نے نقارہ بجا کر یہ دعویٰ کیا ہے کہ تم ان دلائل و براہین کی کوئی مثل نہیں پیش کر سکتے۔ اور اس زمانہ میں حضرت کاسر صلیب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ڈنکے کی چوٹ یہ دعویٰ فرمایا کہ مخالفین اسلام ان دلائل و براہین کا پانچواں حصہ بھی پیش نہیں کر سکتے جو قرآن مجید نے صدق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بیان فرمائی ہیں اور نہ ہی وہ قرآن مجید کے پیش کردہ دلائل و براہین کو توڑنے کی طاقت رکھتے ہیں۔ قرآن مجید نے صدق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جو دلائل دئے ہیں ان میں سے کچھ بطور نمونہ درج کئے جاتے ہیں۔ ساتھ ہی یہ جائزہ بھی لیا جائے گا کہ کیا اناجیل کا پیش کردہ یسوع صداقت کے ان معیاروں پر جو قرآن مجید یا خود بائبل نے پیش کئے ہیں پورا اترتا ہے یا نہیں۔

قرآن مجید نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی ایک بنیادی دلیل:

وَاِنْ كُنْتُمْ فِىْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (سورہ البقرہ)

کے الفاظ میں شروع قرآن ہی میں دی ہے۔ اس آیت کی تشریح پہلے گزر چکی ہے اس لئے اس کی دوبارہ تشریح کی ضرورت نہیں۔ قرآن مجید کا دعویٰ ہے کہ یہ کلام اللہ تعالیٰ نے اپنے بندہ پر نازل فرمایا ہے۔ اگر نعوذباللہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم Impostor نبی ہیں جیسا پادری وہیری کا دعویٰ ہے تو ظاہر ہے کہ یہ کلام اللہ تعالیٰ کا کلام نہیں بلکہ آپؐ کا اپنا افتراء ہے (نعوذباللہ) اگر ایسا ہے تو پادری وہیری اور ان کے ساتھی تیرہ سو سال سے خاموش کیوں ہیں؟ وہ کیوں ایسا یا اس سے بہتر کلام کا کوئی ٹکڑا، کوئی سورۃ پیش کر کے اپنے دعویٰ کا ثبوت پیش نہیں کرتے۔ اگر انہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نعوذباللہ مفتری نظر آتے ہیں تو وہ آپ کے اس زبردست اور عظیم الشان چیلنج کو قبول کیوں نہیں کرتے۔ زمانہ گزر گیا جب عالم عیسائیت آدھی سے زیادہ دنیا پر حکومت کرتا رہا۔ لائبریریاں، یونیورسٹیاں، لیبارٹریز، اکیڈیمیاں، تحقیقی ادارے اور کمپیوٹرز ان کے قبضے میں ہیں۔ اگر محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم مفتری ہیں اور عرب کے صحرا میں امی ہوتے ہوئے آپؐ نے اپنے دماغ سے ایسی کتاب پیش کر دی تو عالم عیسائیت کے علماء، سائنس دان، پروفیسرز اور سکالرز مل کر کیوں اس سے بہتر نہیں تو کم از کم ایسی کتاب پیش نہیں کر سکتے؟ معلوم ہوا کہ وہ کتاب بھی خدائی کلام ہے اور وہ نبی بھی جو وہ کلام لایا سچا نبی ہے۔

اور کیا پادری وہیری کے یسوع نے بھی اپنی صداقت کے لئے کوئی ایسی تحدی پیش کی ہے، کوئی چیلنج دیا ہے کہ ان کا کلام یا ان پر نازل ہونے والا کلام بے مثل ہے؟ اگر انہوں نے کوئی ایسا چیلنج دیا ہے تو وہ کلام کہاں ہے؟ یہ کلام جو نئے عہدنامہ کے نام سے پیش کیا جاتا ہے یہ تو یسوع نے دیکھا بھی نہ تھا، یہ تو ان کی مزعومہ وفات کے سالہاسال کے بعد لکھا گیا اور قریب چار سو سال بعد کلام مقدس قرار پایا۔ اور نہ ہی یہ کلام بے مثل و مانند ہے، نہ خدا کا کلام ہے نہ خدا کا کلام ہونے کا مدعی ہے۔ انسانی کلام ہے اور انسانی کمزوریوں اور غلطیوں سے معمور ہے جس کا مسیحی مصنفوں کو بلا تکلف اقرار ہے

—○○—

بائبل میں بنی اسرائیل کی صداقت کے دو بنیادی معیار پیش کئے گئے ہیں۔ استثناء باب چار میں لکھا ہے:

"دیکھو میں نے وہ قوانین اور قضائیں جو خداوند میرے خدا نے مجھ فرمائیں تمہیں سکھائیں تاکہ اس ملک میں ان پر عمل کرو جس پر قبضہ کرنے کے لئے تم جاتے ہو۔ پس ان کو مانو اور ان پر عمل کرو کیونکہ یہ ان قوموں کی نگاہ میں تمہاری عقل مندی اور دانش وری ہوگی جو ان قوانین کو سن کر کہیں گی یقیناً یہ قوم بڑی ہے۔ یہ لوگ عقل مند اور دانش ور ہیں کیونکہ ایسی بڑی قوم کون سی ہے جس کا معبود اس قدر اس کے نزدیک ہو جیسا خداوند ہمارا خدا کہ جب کبھی ہم اس سے دعا کریں ہمارے نزدیک ہے اور کون ایسی بزرگ قوم ہے جس کے آئین اور احکام ایسے راست ہیں جیسی یہ ساری شریعت ہے جسے آج میں تمہارے سامنے رکھتا ہوں"۔

(استثناء ۴: ۶ تا ۸)

اس عبارت میں بنی اسرائیل کی صداقت اور روحانی عظمت کے دو معیار پیش کئے گئے ہیں۔ ایک تو یہ کہ دوسری اقوام کے مقابلہ میں خداتعالیٰ انکی دعا کے وقت ان کے نزدیک ہے یعنی ان کی دعا قبول فرماتا ہے۔ اس معیار کے متعلق ہم آگے چل کر بات کریں گے۔ دوسرا معیار یہ ہے کہ دوسری اقوام کے مقابلہ میں بنی اسرائیل کو جو شریعت دی گئی ہے اس کے احکام اور آئین اور قضائیں عقل و دانش اور راستی سے معمور ہیں۔ یہ وہ معیار ہے جس پر اب ہم بات کر رہے ہیں کہ نبی عربی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو کلام نازل ہوا اس میں یہ تحدی اور چیلنج ہے کہ آپ پر جو کلام نازل ہوا وہ چونکہ خدا کا کلام ہے انسانی افتراء نہیں اس لئے دانش اور راستی سے معمور ہے اگر ایسا نہیں تو تم سب مل کر اس کی نظیر پیش کرو۔

استثناء میں صداقت کا جو دوسرا معیار پیش کیا گیا ہے اس کو بھی نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صداقت کا معیار ٹھہرایا گیا ہے اور اہل کتاب کو خصوصاً اور ساری دنیا کو عموماً یہ چیلنج دیا ہے کہ وہ قبولیت دعا میں آپ کے مقابلہ پر آئیں فرمایا:۔

فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ (آل عمران: ۶۲)

کہ اگر ان علمی دلائل و براہین کے بعد بھی جو تمہارے پاس آ چکے ہیں مخالفین حجت بازی سے باز نہیں آتے تو اے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم انہیں کہو کہ آؤ ہم اپنے بیٹوں کو اور تمہارے بیٹوں کو، اپنی خواتین کو اور تمہاری خواتین کو، اپنے لوگوں کو اور تمہارے لوگوں کو بلائیں اور پھر خدا کے حضور گڑگڑا گڑگڑا کر دعا کریں اور ہم دونوں فریقوں میں سے جو جھوٹ بول رہا ہے اس پر اللہ کی لعنت ڈالیں"۔

نبی عرب صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز سے یہ چیلنج پیش کیا مگر کسی یہودی یا عیسائی کو یہ جرات نہ ہوئی کہ وہ اس چیلنج کو قبول کر کے قبولیت دعا کے اس مقابلہ کے ذریعہ یہ ثابت کر سکتا کہ اس کا خدا دعا کے وقت اس کے نزدیک ہے مگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف اپنی ظاہری زندگی میں اس عظیم الشان تحدی کو پیش کر کے اپنی صداقت پر مہر لگا دی بلکہ ۱۳ سو سال گزر جانے کے باوجود آج بھی گزشتہ سو سال سے جماعت احمدیہ کے بانی علیہ السلام اور آپؑ کے خلفاء نے بار بار یہ چیلنج دنیا کے سامنے پیش کر کے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صادق اور منجانب اللہ ہونے کا ثبوت پیش کر دیا ہے۔

—○○—

پادری وہیری اس بات کے مدعی ہیں کہ قرآن مجید نعوذباللہ نبی عرب صلی اللہ علیہ وسلم کے مفتری ہونے کا ثبوت پیش کرتا ہے۔ اگر وہ تعصب کی پٹی اپنی آنکھوں سے ہٹا کر صرف اس آیت پر غور کرتے تو یہ کہنے کی جرات نہ کرتے اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دعویٰ پیش کرنے کا ارشاد فرماتا ہے:۔

قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ

(یونس: ۱۷)

اگر خدا چاہتا تو میں تم کو یہ کلام نہ سناتا اور خدا تم کو اس پر مطلع بھی نہ کرتا۔ پہلے اس سے اتنی عمر (یعنی چالیس برس) تک تم میں ہی رہتا رہا ہوں۔ پھر کیا تم کو عقل نہیں یعنی کیا تم کو بخوبی معلوم نہیں کہ افتراء کرنا میرا کام نہیں اور جھوٹ بولنا میری عادت نہیں۔ دیکھو میں چالیس برس اس سے پہلے تم میں ہی رہتا رہا ہوں کیا کبھی تم نے کوئی میرا جھوٹ یا افتراء ثابت کیا پھر کیا تم کو اتنی سمجھ نہیں یعنی یہ سمجھ کہ جس نے کبھی آج تک کسی قسم کا جھوٹ نہیں بولا وہ اب خدا پر کیوں جھوٹ بولنے لگا" ...... "خوبی جو شرط کے طور پر مامورین کے لئے ضروری ہے وہ نیک چال چلن ہے کیونکہ بد چال چلن سے بھی دلوں میں نفرت پیدا ہوتی ہے اور یہ خوبی بھی بدیہی طور پر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں پائی جاتی ہے۔ جیسا کہ اللہ جل شانہ قرآن شریف میں فرماتا ہے:

فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ

یعنی ان کفار کو کہہ دے کہ اس سے پہلے میں نے ایک عمر تم میں ہی بسر کی ہے پس کیا تمہیں معلوم نہیں کہ میں کس درجہ کا امین اور راستباز ہوں۔ اب دیکھو کہ .... اپنی ذات میں امین اور راستباز اور خداترس اور نیک چلن ہونا قرآن کریم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کمال درجہ پر ثابت کی ہیں"

(براہین احمدیہ و تریاق القلوب)

—○○—

قرآن شریف تو اگرچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے دلائل سے بھرا ہوا ہے مگر ہم نے بطور نمونہ چند دلائل اوپر درج کئے ہیں اور ایک اور قرآنی معیار صداقت پر جس سے بائبل بھی اتفاق کرتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا ثبوت پیش کرتے ہوئے انجیلی یسوع کی صداقت کا جائزہ لیتے ہیں اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے:۔

اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ (الحاقہ:)

یعنی "یہ قرآن رسول کا کلام ہے یعنی وحی کے ذریعہ سے اس کو پہنچا ہے اور یہ شاعر کا کلام نہیں مگر

OPEN 7 DAYS A WEEK FOR
FREE DELIVERY
081-877 0469/1040
PIZZA
PASTA
BURGERS
MILK SHAKES
FRIED CHICKEN
ARNEY'S
164 GARRAT LANE,
LONDON SW18 4DA
SPECIALISTS IN HOME DELIVERY

TO ADVERTISE IN THE
AL FAZL INTERNATIONAL
PLEASE CONTACT
NAEEM OSMAN MEMON
081 874 8902/ 081 875 1285
OR FAX YOUR ADVERT FOR
A QUOTE ON 081 875 0249

چونکہ تمہیں ایمانی فراست سے کم حصہ ہے اس لئے تم اس کو پہچانتے نہیں اور یہ کاہن کا کلام نہیں یعنی اس کا کلام نہیں جو جنات سے کچھ تعلق رکھتا ہو۔ مگر تمہیں تدبر اور تذکر کا بہت کم حصہ دیا گیا ہے۔ اس لئے ایسا خیال کرتے ہو۔ تم سوچتے نہیں کہ کاہن کس پست اور ذلیل حالت میں ہوتے ہیں۔ بلکہ یہ رب العالمین کا کلام ہے جو عالم اجسام اور عالم ارواح دونوں کا رب ہے یعنی جیسا کہ وہ تمہارے اجسام کی تربیت کرتا ہے ایسا ہی وہ تمہاری روحوں کی تربیت کرنا چاہتا ہے اور اس ربوبیت کے تقاضا کی وجہ سے اس نے اس رسول کو بھیجا ہے اور اگر یہ رسول کچھ اپنی طرف سے بنالیتا اور کہتا کہ فلاں بات خدا نے میرے پر وحی کی ہے حالانکہ وہ کلام اس کا ہوتا نہ خدا کا تو ہم اس کا دایاں ہاتھ پکڑ لیتے اور پھر اس کی رگ جان کاٹ دیتے اور کوئی تم میں سے اس کو بچا نہ سکتا یعنی اگر وہ ہم پر افترا کرتا تو اس کی سزا موت تھی کیونکہ وہ اس صورت میں اپنے جھوٹے دعویٰ سے افتراء اور کفر کی طرف بلا کر ضلالت کی موت سے ہلاک کرنا چاہتا تو اس کا مرنا اس حادثہ سے بہتر ہے کہ تمام دنیا اس کی مفتریانہ تعلیم سے ہلاک ہو اس لئے قدیم سے ہماری یہی سنت ہے کہ ہم اسی کو ہلاک کر دیتے ہیں جو دنیا کے لئے ہلاکت کی راہیں پیش کرتا ہے اور جھوٹی تعلیم اور جھوٹے عقائد پیش کر کے مخلوق خدا کی روحانی موت چاہتا ہے اور خدا پر افتراء کر کے گستاخی کرتا ہے .... اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی پر یہ دلیل پیش کرتا ہے کہ اگر وہ ہماری طرف سے نہ ہوتا تو ہم اس کو ہلاک کر دیتے اور وہ ہرگز زندہ نہ رہ سکتا گو تم لوگ اس کے بچانے کے لئے کوشش بھی کرتے (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ)۔

جو شخص انسانی سلطنت میں جھوٹا دعویدار، تحصیلداری یا چپڑاسی ہونے کا کرے اس کو پکڑا جاتا ہے اور سزا دی جاتی ہے۔ پھر کیا خدا کی سلطنت میں ایسا اندھیر چل سکتا ہے؟ خدا تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ۝
لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ۝
ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ۝

یعنی اگر یہ نبی ہمارے اوپر جھوٹی باتیں بنالیتا تو ہم اس کا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے اور اس کی رگ جان کو کاٹ دیتے۔ یہ آیت صاف بتارہی ہے کہ خدا تعالیٰ پر کوئی جھوٹی وحی و الہام بنانے والا جلدی پکڑا جاتا اور ناکامیاب ہو کر مرتا ہے۔

(الحکم جلد ۱۱ نمبر مورخہ ۱۷ مارچ ۱۹۰۷ء)۔

قرآن کریم نے اس معیار صداقت کے مدنظر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں ایک عظیم الشان پیش گوئی بھی فرمائی ہے۔ "واللہ یعصمک من الناس" سب جانتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ختم کرنے کے لئے دشمنوں نے ہر ممکن کوشش کی، آپ کو زہر دیا، آپ پر بھاری پتھر اوپر سے پھینک کر آپؐ کو ہلاک کرنے کی کوشش کی گئی۔ آپ کا گلا گھونٹ کر مارنے کی کوشش کی گئی مگر اس معیار صداقت کے مدنظر "واللہ یعصمک من الناس" کی پیش گوئی کے مطابق اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو ہر حملہ سے بچایا۔

صداقت کے اس قرآنی معیار کو محدود پیمانہ پر بائبل نے بھی تسلیم کیا ہے اور استثناء کے باب ۱۸ میں ایک آنے والے مثیل موسیٰؑ کی پیش گوئی میں اس نبی کی صداقت اور عدم صداقت کی علامات کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ ذکر ہے:

"اور جو نبی یہ گستاخی کرے کہ کوئی ایسی بات میرے نام سے کہے جس کے کہنے کا میں نے اسے حکم نہیں دیا یا دوسرے معبودوں کے نام سے نبوت کرے تو وہ نبی ضرور قتل کیا جائے"۔

(استثناء ۱۸ : ۲۰)

اس عبارت میں جس عبارت کا ترجمہ " وہ نبی ضرور قتل کیا جائے، کیا گیا ہے۔ وہ عبرانی میں یہ ہیں:

ומת הנביא ההוא

وَمیت ہانابی ہاھُو

لیکن انگریزی تراجم مثلاً Aithorised Version, Revised Version, اور Standard Revised Version میں ان الفاظ کا ترجمہ that prophet shall die کیا گیا ہے۔

یہ الفاظ بتا رہے ہیں کہ جھوٹا دعویٰ نبوت موت کا باعث ہوتا ہے۔ مرنا تو بہر حال ہر انسان نے ہے ظاہر ہے کہ یہ الفاظ اشارہ کر رہے ہیں کہ جھوٹے مدعی نبوت کو لمبی مہلت نہیں ملتی اور یہی معیار صداقت قرآن شریف نے حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے لئے پیش فرمایا ہے اور اس معیار پر ہم پادری وہیری صاحب کو انجیل کے پیش کردہ یسوع کی صداقت کو جانچنے کا مشورہ دیتے ہیں جو بقول اناجیل کے دشمن کے موت کی پہلی ہی کوشش کا شکار ہو گئے۔

وقف کا معاملہ بہت اہم ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

"بعض بچے شوخیاں کرتے ہیں اور چالاکیاں کرتے ہیں اور ان کو عادت پڑ جاتی ہے، وہ دین میں بھی پھر ایسی شوخیوں اور چالاکیوں سے کام لیتے رہتے ہیں اور اس کے نتیجہ میں بعض دفعہ ان شوخیوں کی تیزی خود ان کے نفس کو ہلاک کر دیتی ہے اس لئے وقف کا معاملہ بہت اہم ہے۔ واقفین بچوں کو یہ سمجھائیں کہ خدا کے ساتھ ایک عہد ہے جو ہم نے بڑے خلوص کے ساتھ کیا ہے لیکن اگر تم اس بات کے متحمل نہیں ہو تو تمہیں اجازت ہے کہ تم واپس چلے جاؤ۔ ایک گیٹ اور بھی آئے گا جب یہ بچے بلوغت کے قریب پہنچ رہے ہوں گے۔ اس وقت دوبارہ جماعت ان سے پوچھے گی کہ وقف میں رہنا چاہتے ہو یا نہیں چاہتے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۰ فروری ۱۹۸۹ء)

SPECIALISTS IN
22 & 24 CARAT GOLD
JEWELLERY
khalid JEWELLERS
10 Progress Building,
491 Cheetham Hill Road,
Cheetham Hill,
MANCHESTER M8 7HY
PHONE & FAX
061 795 1170

بقیہ مختصرات از صـ ۱

۱۲، ۱۳ ستمبر بروز سوموار اور منگل.

پروگرام کے مطابق حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہومیو پیتھی کی کلاس لی۔

۱۳ ستمبر کی کلاس کے دوران حضور نے اردو سکھانے کی کلاسوں کے بارہ میں تفاصیل بیان فرمائیں اور فرمایا کہ بنیادی طور پر نصف نصف گھنٹہ کے ۲۲ اسباق اردو میں تیار ہونگے۔ ساتھ ساتھ مختلف زبانوں میں اس کے Version بھی تیار ہو رہے ہیں۔ اسی طرز کو سامنے رکھتے ہوئے باقی زبانوں کے اسباق تیار کئے جائیں۔ نیز ہر زبان کے سکھانے والوں کی نامزدگی فرمائی یعنی:

عربی کے لئے حلمی شافعی صاحب
روسی کے لئے راویل بخاریو صاحب
ایک افریقن زبان کے لئے عبدالوہاب آدم صاحب
چینی زبان کے لئے عثمان چینی صاحب
فرانسیسی زبان نوید مارٹی صاحب اور
فلیمش زبان عبدالحمید صاحب

یہ زبان سکھانے کا پروگرام آٹھ بنیادی زبانوں میں اسباق کی تیاری کے بعد شروع ہو گا اور ۲۲ دنوں پر محیط ہو گا۔ جب ایک دور مکمل ہو جائے تو پھر اس کو دوبارہ دہرایا جائے گا۔ اس طرح ۴۴ درس بن جائیں گے۔

یورپ کے لئے جو زبانیں سکھائی جائیں گی وہ انگریزی، فرانسیسی، جرمن اور بوزنین ہونگی۔ البانین اور بوزنین کو اردو سکھائی جائے اور پھر عربی سکھائیں۔ یہ دو زبانیں سیکھنے کا طریق یہ ہو کہ ایک براہ راست ٹیلی ویژن سے سن لی جائے اور دوسری ریکارڈ کر لی جائے اور بعد میں سن لی جائے۔ حضور نے فرمایا کہ دنیا میں جہاں جہاں جامعہ احمدیہ ہیں وہ اس کے مطابق عمل کریں۔

زبانوں کا سیکھنا اس وجہ سے بھی ضروری ہے کہ احمدیوں میں باہم Communication کا ہونا بہت ضروری ہے۔ لہٰذا یہ غیر معمولی اہمیت کا پروگرام ہے۔

ساری دنیا میں ہر احمدی جو اردو نہیں جانتا وہ اردو سیکھنا شروع کرے۔ پھر ان میں سے اچھے تراجم کرنے والے پیدا ہو جائیں گے۔ تراجم سے آگے تراجم کا طریق درست نہیں ہے۔

حضور نے کتب کے تراجم کی بعض مشکلات کا ذکر فرمایا اور فرمایا کہ ترجمہ کرتے ہوئے ترجمہ میں مصنف سے، مضمون سے اور طرز کلام سے وفا ہونی چاہئے۔ تحریف کی اجازت نہیں۔ مضمون کو خوبصورتی سے، مضمون کی قربانی دئے بغیر، دوسری زبان میں منتقل کرنا ہی حقیقی ترجمہ ہے اور یہ ترجمہ کا بہترین اسلوب ہے۔

☆ دوسرا اعلان جو آپ نے فرمایا وہ روانڈا میں ہیضہ کی شدید وبا کے پھوٹنے سے متعلق تھا۔ حضور نے فرمایا کہ زائر کے مبلغ ٹیمیں بنائیں۔ منصوبہ بنا کر کام کریں۔ ہومیو پیتھی میں ہیضہ کا سب سے مؤثر علاج ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں آپ نے دوائیں بتائیں۔ آپ نے یہ بھی بتایا کہ بنگلہ دیش اور ہندوستان کے بعض علاقوں میں بھی وبا تیزی سے پھوٹ رہی ہے۔ اسی طرح اڑیسہ اور بہار میں بھی نیز کراچی میں بھی اس کا خطرہ ہے اور اس کے علاوہ بعض افریقن ممالک میں بھی ہے۔ سندھ میں بھی ہیضہ تیزی سے پھوٹ پڑا ہے۔ قادیان کے اردگرد بھی خطرہ ہے۔ غرض یہ ایک عالمی خطرہ ہے احمدیوں کو ٹیمیں بنا کر منظم طور پر جہاں جہاں بھی ہیضہ کی وباء پھیل رہی ہے ان کی مدد کرنی چاہئے۔ آخر میں یہ ادویہ تجویز فرمائیں:۔ دفاع کے لئے سلفر ۲۰۰ اور احتیاط کے طور پر ہیضہ سے بچاؤ کے لئے اس کے ساتھ آرنیکا ملا کر دی جائے۔ ضمناً فرمایا کہ بچوں کی پیدائش سے پہلے اسکے عام استعمال کو ساری جماعت کو عام رواج دینا چاہئے کیونکہ یہ ولادت کے بعد کی بہت سی تکالیف کے لئے مفید رہتی ہے۔ اور اگر ہیضہ ہو جائے تو Cuprum مفید ہے۔

۱۴، ۱۵ ستمبر بروز بدھ اور جمعرات.

پروگرام کے مطابق ترجمۃ القرآن کلاس ہوئی۔ پہلے دن سورہ البقرہ کی آیت ۸۹ تا ۱۰۰ اور دوسرے دن بقیہ آیت ۱۰۰ تا ۱۱۰ کا ترجمہ و مختصر تشریح بیان فرمائی۔

۱۶ ستمبر ۱۹۹۴ء بروز جمعہ:

مجلس سوال و جواب ہوئی جس میں یہ سوالات کئے گئے جن کے حضور ایدہ اللہ نے نہایت پر معارف جوابات دئے:۔

☆ دو خطبوں کے درمیان کیوں بیٹھتے ہیں؟
☆ الوصیت کی ایک عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علاوہ بھی بعض امتی اور بھی تھے جن کو خدا تعالیٰ نے نبی ہونے کا مقام دیا ہے۔
☆ اگر کوئی عورت مکمل پردہ کرتی ہو اور خاوند اسے پردہ نہ کرنے دے تو وہ کیا کرے؟
☆ آنحضرتؐ پر قرآن کریم کب نازل ہونا شروع ہوا اور کب اس کا نزول ختم ہوا۔
☆ کیا شادی کے معاملہ میں والدین کی پسند کا انکار کرنا والدین کی نافرمانی ہوگی؟
☆ خواب میں نماز پڑھنے کی کیا تعبیر ہے؟
☆ کیا اپنی رقم کو سال یا چھ مہینے کے لئے فکسڈ ڈیپازٹ میں رکھنا جائز ہے؟
☆ جب میں نماز پڑھ رہی ہوں تو اس وقت دروازہ کھٹکے یا فون کی گھنٹی بجے یا بچہ رونے لگے تو کیا نماز پڑھتے ہوئے وہ وجہ دور کرنے کے باوجود نماز جاری رہے گی؟
☆ یو۔ ایف۔ او۔ کیا چیز ہے؟
☆ برمودہ ٹرائی اینگل کے رہنے والے کون ہیں۔

(ع ۔ م ۔ ر)

خطبہ جمعہ

جماعت احمدیہ کے نصب العین میں یہ بات داخل ہے کہ ہم نیک کاموں کا حکم دیں اور برے کاموں سے روکیں۔ یہی ہتھیار ہیں جن کے ذریعہ ہم نے اسلام کے لئے عالمی جنگ جیتنی ہے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
بتاریخ ۲۶ اگست ۱۹۹۴ء مطابق ۲۶ ظہور ۱۳۷۳ ہجری شمسی بمقام ناصر باغ (گروس گیراؤ، جرمنی)

(خطبہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم* الحمد لله رب العٰلمين* الرحمٰن الرحيم* مٰلك يوم الدين* إياك نعبد وإياك نستعين* اهدنا الصراط المستقيم* صراط الذين أنعمتَ عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين*﴾.

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۗ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (سورہ آل عمران ۱۰۵)

آج اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جماعت احمدیہ جرمنی کے سالانہ جلسہ کا افتتاح ہو رہا ہے اور گزشتہ کچھ عرصہ سے میرا یہی طریق ہے کہ جمعہ ہی پر افتتاح کا اعلان کر دیا جاتا ہے اور جمعہ کے مضمون ہی میں افتتاح کے لئے نصائح شامل ہو جاتی ہیں۔ اس جلسے کے ساتھ دنیا بھر میں اور بھی کچھ جلسے، کچھ اجتماعات، کچھ تربیتی کلاسز منعقد ہو رہی ہیں سب کی خواہش ہے کہ ان کا ذکر کر دیا جائے۔ مجلس خدام الاحمدیہ ضلع چکوال کا چوتھا سالانہ اجتماع کل جمعرات سے جاری ہے اور آج جمعہ کے ساتھ اختتام پذیر ہو گا۔ اسی طرح ضلع خوشاب کی مجلس انصار اللہ کا اجتماع بھی کل سے جاری ہے اور آج ختم ہو گا۔ مجلس انصار اللہ ضلع سرگودھا کا سالانہ اجتماع آج منعقد ہو رہا ہے اور ایک ہی دن کا اجتماع ہے۔ مجلس خدام الاحمدیہ ماریشس کا ریجنل اجتماع آج ۲۶ اگست سے شروع ہو رہا ہے، دو دن جاری رہے گا اور ۲۸ اگست بروز اتوار اختتام پذیر ہو گا۔ جماعت احمدیہ چارکوٹ جموں و کشمیر کی تمام مجالس کا مشترکہ سالانہ اجتماع بھی کل ۲۷ اگست بروز ہفتہ سے شروع ہے اور ۲۸ اگست تک جاری رہے گا۔ اسی طرح جماعت احمدیہ دوبئی ایک جلسہ سیرت النبیؐ منعقد کر رہی ہے اور اس جلسے کی کامیابی کے لئے دعا کی درخواست کرتی ہے۔ یہ تمام جماعتیں جن کا اعلان کیا گیا ہے اس وقت اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ٹیلیویژن کے رابطے کے ذریعے ہمارے اس اجتماع میں برابر کے شریک ہیں اللہ تعالیٰ ہر پہلو سے ان کے اجتماعات میں برکت دے اور تمام نیک امنگوں اور تمناؤں کو پورا فرمائے اور اجتماعات کی برکتیں خواہ وہ ایک روزہ ہوں یا دو روزہ یا تین روزہ لمبے عرصے تک ان میں جاری و ساری رہیں۔

جس آیت کریمہ کی میں نے تلاوت کی ہے اس کا ترجمہ یہ ہے۔ "وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ" چاہئے کہ تم میں سے ایک قوم ایسی ہو جو اس بات پر وقف رہے کہ لوگوں کو بھلائی کی طرف بلاتی رہے۔ "وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ" اور اچھے کاموں کی ہدایت دیتی رہے" "وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ" اور بری باتوں سے روکتی رہے۔" "وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ" ایسا کرنے والے ہی ہیں جو ضرور کامیاب ہوں گے۔ پس جماعت احمدیہ کے نصب العین میں یہ بات داخل ہے کہ ہم نیکیوں کی طرف بلائیں، اچھی باتوں کی طرف بلائیں، نیک کاموں کا حکم دیں اور برے کاموں سے روکیں۔ یہی وہ ہتھیار ہیں جن کے ذریعے ہم نے اسلام کے لئے عالمی جنگ جیتنی ہے اور ان ہتھیاروں کو روزمرہ استعمال کرنا اور عادت بنا لینا ہی ایک ایسا اہم فریضہ ہے جو جماعت کو توجہ کے ساتھ ادا کرنا چاہئے۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ محض ہتھیار سجا لینا ہی کافی ہوتا ہے۔ بعض لوگ پستول لگائے پھرتے ہیں۔ بعض دوسرے ہتھیار ہاتھوں میں لئے پھرتے ہیں مگر جب وقت آتا ہے تو ان کے ہتھیار ان کو بچانے میں کامیاب نہیں ہو سکتے کیونکہ ہتھیار کے لئے ایک روزمرہ کی واقفیت، روزمرہ کا انس ان ہتھیاروں سے، ایسی واقفیت کہ جس کے نتیجہ میں از خود وہ ہاتھوں میں بروقت پہنچیں اور صحیح، ٹھیک نشانہ لگا سکیں۔ یہ کام ایسا نہیں جو محض ہتھیار سجانے سے خود بخود آ جاتا ہے۔ یہ ایک ایسا کام ہے جس کے لئے وہ لوگ جو ہتھیاروں کو سمجھتے ہیں اور ان سے واقعتہً فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں ان ہتھیاروں کو روزمرہ کی زندگی کا ایسا حصہ بنا لیتے ہیں کہ ہر وقت ان سے کھیلتے رہتے ہیں بسا اوقات ایسے نشانہ باز میں نے دیکھے ہیں کہ ہاتھ میں پستول ہے تو بار بار ہاتھوں میں اٹھاتے ہیں اور بار بار اس کو اچھالتے، اچانک نشانہ لیتے، اسی طرح شکاری جو ہوائی نشانہ لینے کی مشق کرتے ہیں وہ کم و بیش روزانہ ہی خالی بندوق سے کھیلتے رہتے ہیں خواہ سامنے کوئی شکار نہ ہو۔ تو نیک بات کی طرف بلانا اور نیک نصیحت کرنا دو مقاصد رکھتی ہے۔ ایک یہ کہ اپنی آپس میں تربیت کی جائے دوسرے یہ کہ تمام دنیا کو بھلائی کی طرف بلایا جائے جن لوگوں کو روزمرہ ان ہتھیاروں کے استعمال کی عادت نہ ہو وہ دوسری قوموں کو بھی اس طرف بلانے کا سلیقہ نہیں جانتے۔ وہ لوگ جو روز مرہ گھروں میں اس خدا تعالیٰ کے بتائے ہوئے ہتھیار کو صحیح طریق پر استعمال کرنے کی پریکٹس نہیں کرتے ان لوگوں کو باقی دنیا میں بھی ان کو استعمال کرنے کی توفیق نہیں ملتی۔

پس یہ جو قرآن کریم نے نصیحت فرمائی ہے بہت ہی اہم ہے۔ اتنی اہم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ لوگ جو نیکیوں کی طرف نہیں بلاتے، جو بدیوں سے روکتے نہیں ہیں ان کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کشتی میں سوار کچھ لوگ ہوں جس کی ایک اوپر کی منزل ہو اور ایک نیچے کی منزل ہو۔ نیچے کی منزل والے اس کشتی کی تہہ میں سوراخ کر رہے ہوں اور ان کو اوپر کی منزل والے روکیں نہیں کہ ہمیں کیا یہ تو نیچے کی منزل میں ہونے والا واقعہ ہے۔ نتیجۃً جب وہ سوراخ ہو جائے تو ان سب نے بہرحال غرق ہونا ہے۔ قوموں کی زندگی، قوموں کی بقاء کا مسئلہ ہے جو قرآن کریم نے بیان فرمایا اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اس طرح اس کو سمجھا اور سمجھایا۔ پس جماعت احمدیہ کو اس بات کو روزمرہ کا شیوہ بنا لینا چاہئے کہ اچھی باتوں کی طرف بلانا شروع کرے اور اچھی باتوں کا حکم دیا کرے اور برے کاموں سے روکا کرے اس سلسلے میں کچھ احتیاطیں ہیں، اس خدا تعالیٰ کی ہدایت پر عمل کرنے کے کچھ اسلوب ہیں کچھ تقاضے ہیں جن کو نظر انداز کر کے ہم اپنے مقصد کو حاصل نہیں کر سکتے۔

سب سے اہم بات یہ ہے کہ یہاں "یامرون" کا جو لفظ فرمایا گیا ہے اگرچہ اس میں حکم کا مضمون پایا جاتا ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نیک کاموں کی طرف حکماً نہیں بلایا کرتے تھے بلکہ پاک دل پر اثر کرنے والی نصیحت کے ذریعے لوگوں کو نیکی کی تلقین فرماتے تھے اور اگر کوئی اس پر عمل نہ کرے تو اس کو سزا دینے کا کبھی آپ نے ارادہ نہیں فرمایا بلکہ آپ کا دل اس کی حالت پر مغموم ہو جایا کرتا تھا جو نیک بات سن کر بھی اس پر عمل نہیں کرتا۔ پس عمل سے مراد یہاں نصیحت کرنا ہے نہ کہ تحکم کے ساتھ نصیحت کرنا۔ عجز کے ساتھ نصیحت کرنا ہے نہ کہ تحکم کے ساتھ کسی اچھی سی بات کی طرف بلانا ہے اور اسی سنت نبوی میں اس طریق کی کامیابی کا راز مضمر ہے۔ وہ لوگ جو نصیحت کرتے تو ہیں مگر سنت کے مطابق عجز اور انکساری اور محبت اور پیار اور دل کے گہرے جذبے سے نصیحت نہیں کرتے بلکہ ان کے اندر تحکم پایا جاتا ہے ان کی نصیحت کبھی کامیاب نہیں ہوتی بلکہ بسا اوقات برعکس نتیجہ نکالتی ہے بسا اوقات ایسی نصیحت کرنے والے سوسائٹی میں نفرتوں کے بیج بو دیتے ہیں اور لوگ ایسے نصیحت کرنے والے سے دور بھاگنے لگتے ہیں اسی طرح یہ دیکھا گیا ہے کہ نصیحت کرنے والے بسا اوقات طعن و تشنیع سے کام لیتے ہیں اور نصیحت اس رنگ میں کرتے ہیں گویا جس شخص کو نصیحت کی جا رہی ہے وہ تو ہر نیکی سے عاری ہے اور جو نصیحت کرنے والا ہے وہ بڑا متقی ہے اور بہت ہی خدا تعالیٰ کے ہاں معزز مقام رکھنے والا ہے تو اس طرح نصیحت کرتے ہیں جیسے نیچے جھک کر کسی ذلیل آدمی کی

طرف انسان نگاہ کرے اور اسے روکے جیسے بسا اوقات کتے کو دھتکارا جاتا ہے کہ یہ کام نہ کرو اس میں ایک امر کا مضمون ہے۔ کتا جب برتن میں منہ ڈالنے لگتا ہے تو آپ نے دیکھا ہو گا کس طرح لوگ سختی سے اس کتے کو دھتکار دیتے ہیں۔ لوگ بسا اوقات اپنی نادانی اور ناسمجھی میں انسانوں سے بھی یہی سلوک کرتے ہیں۔ کوئی بری بات ان سے صادر ہوتے دیکھتے ہیں تو حقارت کے ساتھ اور ڈانٹ ڈپٹ کر اسے اس بات سے روکنے کی کوشش کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں ہم نے نصیحت کا حق ادا کر دیا حالانکہ یہ نصیحت کا حق ادا کرنا نہیں، یہ نصیحت کے برعکس مضمون ہے جو نصیحت کا الٹ اثر پیدا کرتا ہے۔

وہ لوگ جو نصیحت کرتے تو ہیں مگر سنت کے مطابق عجز اور انکساری اور محبت اور پیار اور دل کے گہرے جذبے سے نصیحت نہیں کرتے بلکہ ان کے اندر تحکم پایا جاتا ہے ان کی نصیحت کبھی کامیاب نہیں ہوتی

کئی دفعہ میں نے دیکھا ہے بعض لوگوں کو طعن و تشنیع کی ایسی عادت پڑ جاتی ہے کہ وہ اپنے لمبے لمبے خطوط میں مجھے بھی ایسی ہی نصیحتیں کرتے ہیں کہ فلاں جگہ یہ ہو رہا ہے، فلاں جگہ یہ ہو رہا ہے، آپ سختی سے ان کو روکتے کیوں نہیں، آپ ان کو ڈانٹتے کیوں نہیں، آپ ان کو سزائیں کیوں نہیں دیتے۔ فلاں جگہ ہم نے دیکھا کہ ایسی حرکت ہو رہی تھی۔ وہ اپنے مزاج کو میرے مزاج پر ٹھونسنے کی کوشش کرتے ہیں اور اس میں تحدی پائی جاتی ہے اور یہ بات ظاہر کرتی ہے کہ اگر مجھ سے ان کا یہ سلوک ہے کہ گویا مجھے حکماً یہ فرمایا جا رہا ہے کہ فلاں بات یوں ہو رہی ہے، فلاں نے فلاں بے احتیاطی کی تھی، کیوں ڈانٹ ڈپٹ کر اس کو ٹھیک نہیں کیا گیا۔ اگر مجھ سے یہ طریق ہے تو پھر اپنے ساتھیوں اور عامۃ الناس سے ان کا کیا طریق ہو گا۔ ایسے لوگ سوسائٹی میں جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے نفرتوں کے بیج بو دیتے ہیں اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے طریق سے ہٹ کر ایک غیر طریق اختیار کرتے ہیں جس میں کامیابی نہیں ہو سکتی۔ قرآن کریم نے جو وعدہ فرمایا ہے وہ یہ ہے " واولٰئک ھم المفلحون " یہ لوگ جو اس نصیحت پر عمل کرنے والے ہوں گے خدا وعدہ کرتا ہے کہ یہی وہ لوگ ہیں جو کامیاب ہونے والے ہوں گے۔ پس نصیحت کے بھی انداز ہیں، اسلوب ہیں، سلیقے ہیں۔ جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہی سے سیکھنے ہونگے اور اسی کردار کے مطابق اپنے کردار کو ڈھالنا ہو گا۔ پس نصیحت کے ساتھ طعن و تشنیع کو ملانا نصیحت کو برباد کر دینا ہے اور ایسا شخص خود آپ بھی نقصان اٹھاتا ہے۔ وہ جانتا ہی نہیں کہ عمر بھر وہ ایک اندرونی تکبر کا شکار رہا ہے۔ وہ جانتا ہی نہیں کہ اس کا نصیحت کرنا دوسرے کی بھلائی کے لئے نہیں تھا بلکہ اپنی بڑائی کے اظہار کے لئے تھا۔ یہ بتانا مقصود تھا کہ میں تم سے بہتر ہوں اور اگر یہی طریق ہو نصیحت کا تو ایسی نصیحت کبھی بار آور ثابت نہیں ہو سکتی۔ پس نصیحت کریں لیکن خلق محمدی کو اپناتے ہوئے پیار اور محبت کے ساتھ، دلسوزی کے ساتھ، جان گداز کرتے ہوئے، اس طریق پر کلام کریں جو دل پر اثر کرنے والا ہو اور اس کے نتیجے میں واقعتاً پاک تبدیلی پیدا ہو۔

دوسری بات یہ ہے کہ " X " میں نیکی کی طرف بلانے والے کا کچھ اپنا بھی تو کردار ایسا ہونا چاہیے کہ اس کی نیکی اس کی ذات سے اس طرح چھلکے جیسے لبالب پیالہ بھرا ہو تو اس سے کوئی شربت چھلکتا ہو۔ اگر انسان خیر کی طرف بلاتا ہے اور خود مجسم خیر نہیں ہے یا کم سے کم اس خیر کی طرف بلاتا ہے جو خیر اس میں نہیں پائی جاتی تو یہ نصیحت بھی خواہ عاجزی کے ساتھ کی جائے بالکل بے اثر ثابت ہوتی ہے۔ پس " يَدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ " میں ایک دوہرے فائدے کا مضمون ہے۔ جو لوگ بھلائیوں کی طرف بلانے والے ہیں ان کا ضمیر ان کو ہمیشہ ان کی اپنی اصلاح کی طرف توجہ دلاتا رہتا ہے اور بعض دفعہ اگر ایک انسان مجبوراً ایک منصب پر فائز ہے جہاں اس نے ضرور بھلائی کی طرف بلانا ہے تو اس کی اپنی کمزوریاں بار بار اس کے سامنے آتی ہیں اور اس کے حضور فریادی ہو جاتی ہیں کہ تم دوسروں کو جن نیکیوں کی طرف بلا رہے ہو اپنی ذات کی طرف بھی توجہ کرو۔ اس کا ایک دوسرا پہلو بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ جو سننے والے ہیں وہ ایسے شخص سے کیا سلوک کریں۔ بعض دفعہ ایک شخص کسی بھلائی کی طرف بلاتا ہے اس کی اپنی ذات میں اگر وہ نیکی ہو بھی تو بعض دفعہ اس کے بچوں میں نہیں ہوتی اس کے حلقہ احباب میں کسی میں نہیں ہوتی۔ اس کے عزیزوں میں نہیں ہوتی۔ ایسی صورت میں اسلامی طریق کیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا طریق کیا تھا؟ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے کبھی بھی کسی نصیحت کرنے والے کو تحقیر سے نہیں دیکھا اور تحقیر سے اس کے ساتھ سلوک نہیں فرمایا۔ بعض ایسے بھی تھے جنہوں نے آنحضورؐ کو نصیحت کی اور ایک دفعہ نہیں کئی دفعہ ایسا واقعہ ہوا اور جس بات کی نصیحت کی وہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم میں اس سے بہت زیادہ پائی جاتی تھی یہاں تک کہ کوئی نسبت ہی نہیں تھی۔ ایک دفعہ ایک یہودی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو تلقین کی کہ لین دین کے معاملے درست رکھو اور مالی معاملات اپنے صاف کرو۔ اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے بڑھ کر اور کون ایسا ہو سکتا تھا بلکہ یہاں تک طعنہ دیا کہ آپ کے خاندان کا یہی طریقہ ہے کہ کہ لوگوں کے پیسے لے لیتے ہیں اور پھر واپسی کا نام نہیں لیتے۔ صحابہ بہت مشتعل ہوئے۔ بعض اس یہودی کی طرف لپکے کہ اسے سزا دیں مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے انہیں روک دیا اور صبر کی تلقین فرمائی۔ صرف اتنا کہا کہ ہاں اس کا میں نے کچھ دینا ہے ابھی اس کی ادائیگی کر کے مجھے بری الذمہ کیا جائے۔ چنانچہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے نہ صرف اس مطلوبہ مال کی ادائیگی فرمائی بلکہ اس سے بڑھ کر دے دیا۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی زندگی میں بھی بسا اوقات ایسے واقعات ہوئے ہیں کہ جب آپ کو نصیحت کرنے والا خود آپ کے مقابل پر ان باتوں میں بہت کمزور اور کچھ ہوتا تھا جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے کسی کو صبر کی نصیحت فرمائی کسی کو اور باتوں کی نصیحت فرمائی۔ اس نے الٹ کر آنحضورؐ کے اوپر یہ حملہ کیا کہ آپ کو کیا پتہ صبر کیا ہوتا ہے۔ جس پہ غم پڑے وہی جانتا ہے کہ صبر کیا ہوتا ہے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے کبھی ایسے شخص کو ڈانٹا نہیں کبھی ایسے شخص کو جواب میں طعنہ نہیں دیا کہ تم اپنی حیثیت تو دیکھو اور دیکھو کہ مجھ سے باتیں کر رہے ہو جو ان تمام خوبیوں میں مکارم اخلاق پر فائز کیا گیا ہے جو اخلاق کی بلند ترین چوٹیوں پر قدم رکھتا ہے۔ کبھی ایک دفعہ بھی آپ نے جواباً نہیں فرمایا بلکہ خاموشی اور صبر کے ساتھ اس نصیحت کرنے والے کی دل آزاری کو بھی برداشت کیا۔

پس یہ بھی ایک پہلو ہے جس کی طرف میں جماعت کو توجہ دلانا چاہتا ہوں اور جرمنی کی جماعت میں اس کی خصوصیت سے ضرورت ہے اگر ایک عہدیدار اپنے عہدے کی مجبوری سے ایک نصیحت کرتا ہے ہو سکتا ہے کہ وہ ان بعض خوبیوں سے عاری ہوں جواباً اس پر حملہ کرنا کہ تم اپنی شکل تو دیکھو، اپنا حال تو دیکھو ہمیں جس طرف بلاتے ہو اپنے بچوں کو کیوں ٹھیک نہیں کرتے یہ بھی درست اسلامی طریق نہیں ہے بلکہ ایک نہایت ہی ناپاک رد عمل ہے، ایک ناپاک رویہ ہے جس کے نتیجے میں سوسائٹی میں نفرتوں کے زہر گھولے جاتے ہیں اور نصیحتیں بیکار جاتی ہیں۔ امر واقعہ یہ ہے کہ یہ نصیحت کا ایک بہت ہی نازک مرحلہ ہے جبکہ نصیحت کرنے والا اپنے فرض کی وجہ سے مجبور ہو، ایسے مقام پر مامور ہو کہ اس کا کام ہے کہ وہ نصیحت کرے۔ ایسے موقع پر دیکھنے والا شاید یہ خیال کرتا ہے کہ اس نے اپنے نفس کو بھلا دیا ہے اور دوسرے کو نصیحت کر رہا ہے مگر میں جہاں تک انسانی نفسیات کو سمجھتا ہوں اس کا یہ خیال درست نہیں ہے کیونکہ بسا اوقات ایسے نصیحت کرنے والے اپنے دل میں خود ہی گھلتے ہیں اور غم کھاتے ہیں اور دعائیں کرتے ہیں اور کوشش کرتے ہیں کہ خدا ہماری کمزوریوں کو دور فرمائے تاکہ ہم لوگوں کی جن کمزوریوں کو دور کرنے کی کوشش کر رہے ہیں وہ کمزوریاں ہماری ذات سے بھی بالکل کلیۃً الگ ہو کر ہمارے وجود کو پاک اور صاف چھوڑ جائیں۔ ایسے ماں باپ ہیں جو اپنے بچوں کو نصیحت کرتے ہیں ان میں بھی کمزوریاں پائی جاتی ہیں۔ بچوں میں بعض دفعہ وہ وہ خوبیاں دیکھنا چاہتے ہیں جو ان کی ذات میں نہیں ہیں۔ بچوں میں سے وہ کمزوریاں دور کرنا چاہتے ہیں جو بعض دفعہ ان کے اندر بھی پائی جاتی ہیں تو اگر اس طریق کو بچے اپنا لیں اور بات بات پر ماں باپ کے سامنے زبانیں کھولیں اور کہیں کہ تم میں بھی یہ فلاں بات ہے تم میں بھی یہ فلاں بات ہے تو ساری دنیا کا نظام درہم برہم ہو جائے اور کسی کو اپنے گھر میں بھی تربیت کی توفیق نہ ملے۔ پس تربیت کے ساتھ کچھ شرافت کے تقاضے وابستہ ہیں اور وہ شرافت ہے جو تربیت کو فائدہ پہنچاتی ہے اور تربیت کو تقویت دیتی ہے جس کو نصیحت کی جا رہی ہے اس کی شرافت کا تقاضا ہے کہ نصیحت کرنے والے کی کمزوریوں سے چشم پوشی کرتے ہوئے یہ دیکھے کہ بات سچی ہے یا نہیں ہے۔ اگر بات

DISTRIBUTORS OF PITTA BREAD
PLAIN AND FRUIT YOGURT
MANGOES & SEASONAL FRUIT
AND VEGETABLES

ZAHID KHAN
(081) 715 0207
IMMEDIATE DELIVERY
ANYWHERE IN LONDON

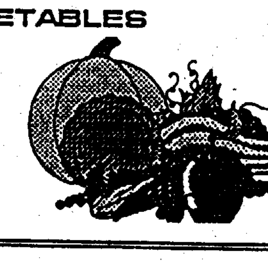

سچی ہے تو وہ موقع طعنہ دینے کا نہیں۔ بات سچی ہے تو کسی اور وقت اس کو اور رنگ میں سمجھایا جائے کہ تم میں یہ کمزوری پائی جاتی ہے تم اسے دور کرنے کی کوشش کرو۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے نصیحت کے مضمون میں ایک بنیادی بات ایسی فرمادی ہے جس کے نتیجے میں ہم اپنے نصیحت کے کردار کو مزید صیقل کرسکتے ہیں اور چمکا سکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا حکمت کی بات مومن کی گم شدہ اونٹنی کی طرح ہے۔ گمشدہ اونٹنی کہاں سے ہاتھ آتی ہے، کون اسے پہنچاتا ہے، یہ نہیں دیکھا جاتا بلکہ وہ حکمت کی بات کو اپنی بات سمجھتا ہے۔ پس جن لوگوں کو نصیحت کی جاتی ہے ان کو نصیحت کے ساتھ ویسا ہی سلوک کرنا چاہئے یہ دیکھنا چاہئے کہ نصیحت اچھی ہے یا بری ہے اگر بری ہے تو اس سے کنارہ کشی ضروری ہے اگر اچھی ہے تو جواباً طعنہ دینا حسن خلق نہیں ہے بلکہ سوسائٹی سے رفتہ رفتہ نصیحت کی قدروں کو اڑا دینے اور باطل کردینے کے مترادف ہو جاتا ہے۔ جن سوسائٹیوں میں ناصحین کو طعنے ملتے ہیں ان سوسائٹیوں سے رفتہ رفتہ امر بالخیر اور نہی عن المنکر کا رواج ہی اٹھ جاتا ہے۔ پس سننے والوں کے بھی کچھ تقاضے ہیں اور ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ نصیحت اگر اچھی بات پر مشتمل ہے تو اس نصیحت کو طعن و تشنیع میں اڑانے سے نہ ان کو فائدہ پہنچے گا نہ سوسائٹی کو کچھ فائدہ پہنچے گا بلکہ ان کی ایک نفسیات ہے جو اور زیادہ موٹی ہو جائے گی۔ ان کی انانیت ہے جو اور بھی زیادہ پہلے سے بڑھ کر سرکشی کرنے لگے گی۔ پس عجز کا مقام سب سے اچھا مقام ہے۔ عجز کی راہیں سب سے اچھی راہیں ہیں۔ پس نصیحت کرنے والا اگر آپ کی نظر میں بعض ان خوبیوں سے عاری ہو جو وہ آپ میں دیکھنی چاہتا ہے تب بھی شکریہ کے ساتھ ان باتوں کو قبول کریں کیونکہ اس نے باتیں اچھی کہی ہیں جو آپ کے فائدے کی ہیں اور اس وہم کو دل سے نکال دیں کہ نصیحت کرنے والا خود اپنے آپ کو نصیحت نہیں کرتا۔

> **نصیحت کریں لیکن خلق محمدی کو اپناتے ہوئے پیار اور محبت کے ساتھ، دلسوزی کے ساتھ، جان گداز کرتے ہوئے اس طریق پر کلام کریں جو دل پر اثر کرنے والا ہو اور اس کو نتیجہ میں واقعتہً پاک تبدیلی پیدا ہو**

میں اس بات کا گواہ ہوں ہزارہا احمدی مجھے خطوں میں یہ بات لکھتے ہیں کہ ہم فلاں نیکی کی بات کہنے پر مجبور ہیں۔ اپنے بچوں میں بھی اچھی بات دیکھنا چاہتے ہیں مگر خود کمزوریوں میں ملوث ہیں خدا کے حضور گریہ وزاری کرتے ہیں، روتے ہیں اور شرمندہ ہوتے ہیں لیکن اپنی ذات میں ہم میں یہ طاقت نہیں کہ ان کمزوریوں سے الگ ہوسکیں۔ پس آپ بھی دعاؤں کے ذریعہ ہماری مدد کریں۔ پس ناصح کا ایک چہرہ ایسا ہے جو دنیا کو دکھائی دے رہا ہے۔ ایک چہرہ ایسا ہے جو وہ خود اپنی ذات میں دیکھ رہا ہے اور وہ چہرہ جو ہے بسا اوقات عرق ندامت میں ڈوبا ہوا ہوتا ہے، بسا اوقات اپنی ذات میں شرمندگی محسوس کر رہا ہوتا ہے۔ پس اس کا معاملہ خدا پر چھوڑ دیں اور حق یہ ہے کہ اس کو اچھا جواب دیں اور اس کے لئے دعا کریں یہی وہ حسن محمدیؐ ہے جس نے دنیا کو فتح کرنا ہے۔ یہی خلق محمدی ہے، صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم، جس کے آج ہم، جماعت احمدیہ، علمبردار بنائے گئے ہیں۔ پس نصیحت کے اسلوب اور سلیقے خوب باریکی سے سمجھیں اور پہچانیں پھر دیکھیں کہ انشاء اللہ سوسائٹی میں سے کس طرح جلد جلد بدیاں دور ہونی شروع ہوں گی اور خوبیاں ان کی جگہ لینے لگیں گی۔

قرآن کریم نے ہمیں یہ اسلوب سکھایا ہے کہ اگر کوئی تمہیں اچھی بات کہے تو اس سے بہتر بات میں اس کا جواب دو۔ اگر کوئی تحفہ دیتا ہے تو اس سے بہتر تحفہ اس کو دو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم میں توفیق نہیں کہ ہر تحفہ دینے والے کو اسی طرح جنس کے لحاظ سے بہتر تحفہ دے سکو تو پھر دعا کرو اور اتنی دعا کرو کہ تمہارا دل مطمئن ہو جائے کہ تم نے اس تحفے کا حق زیادہ بہتر رنگ میں ادا کردیا ہے۔ پس نیک نصیحت کرنے والا بھی تو نیک بات کہہ رہا ہے اس کو الٹ کر دل کو چرکا لگانے والی باتیں کرنا حسن خلق کے خلاف ہے، اسلامی تعلیم و تربیت کے منافی ہے۔ پس یہ دیکھیں کہ کسی نے آپ کو اچھی بات کہی ہے یا بری کہی ہے اگر اچھی کہی ہے تو آپ کا فرض ہے کہ آپ اس اچھی بات کو بہتر رنگ میں اسے واپس کریں نہ کہ برے رنگ میں اور تکلیف دہ رنگ میں واپس کریں۔ اور اگر بری بات کہی ہے تو بری بات کے نتیجے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا اسوہ یہ تھا کہ صبر اختیار فرماتے تھے اور صبر کے ساتھ بری باتوں کو برداشت کرنے کی کوشش کرتے تھے یہاں تک کہ بعض اوقات دینی غیرت کے تقاضے جواب دینے پر آپ کو مجبور کردیا کرتے تھے جو ایک الگ مضمون ہے لیکن ہر تلخی کو آپ نے حوصلے اور صبر کے ساتھ برداشت فرمایا۔ پس یہ وہ سوسائٹی کا Soil ہے یعنی یہ وہ سرزمین ہے جو نیک باتوں کی نشوونما کے لئے تیار کی جاتی ہے اگر نیک باتیں، نیک نصیحتیں سننے والے اچھا ردعمل دکھائیں گے تو یہ ایک زرخیز زمین بن جائے گی جہاں ہر بیج جو گرتا ہے وہ اگے گا اور نشوونما پائے گا اور اگر اس زمین میں صلاحیتیں ہوں تو برے بیج کو قبول کرنے کی بجائے اسے رد کردے گی اور محض نیکی کا بیج ہے جو قبول کرے گی اور وہ اس کی نشوونما کا موجب بنے گی۔ پس میں اس وقت جماعت کی عمومی سرزمین کی فکر میں ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ جماعت کی زمین ایک ایسے زرخیز Soil یعنی وہ زمین یا کھیت جن میں چیزیں اگتی ہیں ایسے زرخیز کھیتوں میں تبدیل ہو جائے کہ جس کے نتیجے میں امر بالمعروف ایک عام رواج پا جائے اور نہی عن المنکر کہنے والا یہ خوف نہ کرے کہ اس کے ساتھ جواباً سختی کا سلوک کیا جائے گا۔ بعض لوگ تو ایسی سختی کا سلوک کرتے ہیں کہ قطع نظر اس کے کہ نیک نصیحت کرنے والا واقعۃً عمل پیرا ہے یا نہیں ان کو نصیحت کی بات پتھر کی طرح معلوم ہوتی ہے اور جب تک وہ جوابی پتھر نہ مار لیں اس وقت تک ان کو چین نہیں آتا حالانکہ نصیحت کرنے والا عاجز، منکسر المزاج، صاف بات کرنے والا ہوتا ہے لیکن اس کے نتیجے میں خاندانی جھگڑے چل پڑتے ہیں۔

ایک آدمی نے کسی سے کہا یا کسی عورت نے کسی دوسری عورت سے کہا کہ بی بی تمہارا بچہ یہ حرکت کر رہا تھا اسے سمجھاؤ اسے بری باتوں سے باز رکھو تو نتیجہ یہ نکلا، اور جو میں باتیں کہہ رہا ہوں یہ فرضی باتیں نہیں عملاً مجھ تک پہنچنے والے قصے ہیں مجھ تک پہنچنے والے واقعات ہیں۔ نتیجہ نکلا، کہ اس نے جواباً اس کو بڑی سخت گالیاں دیں۔ اس نے کہا تمہارے اپنے بچوں میں ہزار عیب ہیں اور یہ ہیں اور وہ ہیں اور جو عیب نہیں تھے وہ بھی گنوا دئے خبردار ہے جو تو نے میرے بچوں کی طرف اس آنکھ سے دیکھا۔ تو ہوتی کون ہے کہ میرے بچوں میں کیڑے ڈالے۔ یہ اس قدر جہالت ہے کہ اس خوفناک جہالت میں کڑوے اور تھوہر کے پھل تو نشوونما پاسکتے ہیں لیکن کوئی اچھا شریف پودا ایسے Soil پہ نشوونما نہیں پاسکتا۔ ہر Soil کا ایک مزاج ہوتا ہے ہر زمین کا ایک مزاج ہوتا ہے اور جس زمین کو Cultivate کرکے تیار کیا جاتا ہے اس زمین میں اچھے پودے نشوونما پاتے ہیں۔ پس جس طرح باغوں کی دیکھ بھال کے لئے ضروری ہے کہ زمین کو خوب تیار کیا جائے کہ اچھے درختوں اور پھل دار درختوں کی نشوونما میں وہ زمین خوب مددگار ثابت ہو۔ ایسی ہی زمینیں ہیں جو اچھے پھل لاتی ہیں جہاں خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ بہترین فصلیں اگتی اور بنی نوع انسان کے لئے بھلائی کا موجب بنتی ہیں۔ پس جماعت احمدیہ کی مثال بھی ایسی ہی ہے اور قرآن نے یہی مثال ہے جو جماعت احمدیہ کی دی ہے۔

كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ

آپ کی مثال ہی خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں ایک کھیتی کی سی دی ہے۔ پس کھیتی کی مثالیں دے کر آپ کو سمجھانا کچھ تعجب کی بات نہیں ہے پس مہربانی فرما کر اپنے اندر نصیحت کو پنپنے کے لئے ماحول تیار کریں۔ ہر اچھی بات کے نتیجے میں جھک کر بات کریں، شکریہ ادا کریں اور یہ نہ دیکھیں کہ وہ شخص کون ہے اور کیسے بات کر رہا ہے اور ہر نصیحت کرنے والے کا فرض ہے کہ نصیحت کے وقت طعن و تشنیع سے کلیۃً پاک ہو اور ایسی بات کرے جس میں اس کی ذات کے تکبر کا، انا کا شائبہ تک بھی نہ رہے، جھک کر بات کرے، پیار سے بات کرے، ادب سے گفتگو کرے اور کوشش کرے کہ قرآن کریم نے جن خوش نصیبوں کا ذکر فرمایا ہے کہ "واولئک هم المفلحون" وہ بھی انہیں میں داخل ہو جائے اور خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ اس کے حق میں پورا ہو کہ وہ کامیاب ہونے والا ہے۔

پس جماعت کو کامیابی کے لئے ان تمام نصائح پر عمل کرنا ضروری ہے جو قرآن کریم نے کامیابی کے لئے شرط قرار دی ہے۔ آج کل خصوصیت سے اس لئے اس کی ضرورت ہے کہ جماعت جرمنی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت تیزی سے نشوونما پارہی ہے اور بڑی کثرت سے غیر قومیں جماعت میں داخل ہورہی ہیں ان کو نصیحت کرنا ہے، ان کو نیک کاموں کی طرف بلانا ہے، ان کو پیار اور محبت کے ساتھ اسلامی آداب سکھانے ہیں۔ پس نصیحت کے انداز اگر آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے نہیں سیکھیں گے تو پھر آپ نصیحت کا حق ادا کرنے کے اہل نہیں ہیں اور جیسا کہ میں نے ہتھیاروں کی مثال دی تھی جب تک اپنے گھر میں اپنے ماحول میں ان ہتھیاروں کو استعمال نہ کرنا سیکھیں گے اس وقت تک عادتاً آپ میں نصیحت کرنے کا ملکہ پیدا نہیں ہوسکتا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اپنے قرب وجوار میں ہی

Earlsfield Properties

RENTING AGENTS 081 877 0762
PROPERTIES WANTED IN ALL AREAS FOR WAITING TENANTS

نہیں اپنے گھر میں نصیحت کا آغاز فرماتے تھے۔ اپنی ازواج مطہرات سے نصیحت کا آغاز فرمایا کرتے تھے۔ اپنے بچوں سے نصیحت کا آغاز فرماتے تھے۔ اپنے اقرباء سے نصیحت کا آغاز فرماتے تھے اور اس طرح آپ کی فطرت ثانیہ نصیحت کرنا تھا اور وہ نصیحت جو للہ ہوتی تھی وہ گہرا اثر کرتی تھی۔ پس آپ نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اسلوب اپنا کر دنیا میں پاک تبدیلیاں پیدا کرنی ہیں اس لئے نصیحت کو ضرور اپنائیں۔ جماعت جرمنی میں خصوصیت سے اس لئے بھی ضرورت ہے کہ بہت سے ایسے احباب اور خواتین اور بچے مختلف ملکوں سے یہاں آئے ہیں جن کا وہاں اخلاقی معیار بہت بلند نہیں تھا۔ جن کا روزمرہ گفتگو کا طریقہ بھی کرخت تھا اور ان کی گفتگو میں ملائمت نہیں پائی جاتی تھی۔ یہ ان کے معاشرے کا حصہ تھا یہاں آنے کے بعد یہی عادتیں اگر ان کے اندر جاری رہیں تو نقصان پہنچانے والی ہیں۔ ان کے لئے بھی نقصان کا موجب ہیں اور جماعت کے لئے بھی نقصان کا موجب ہیں۔ آنے والے آپ کی طرف توقعات کی نگاہوں سے دیکھ رہے ہیں ایسی توقعات جو بہت بلند ہیں۔ پس آپ اپنے اندر، اپنے ماحول میں، اپنے گھر میں نصیحت کو رواج دیں اس کثرت کے ساتھ نیک باتوں کی طرف بلائیں اس کثرت کے ساتھ بری باتوں سے روکیں کہ آپ کا اپنا معاشرہ پہلے سے بڑھ کر با اخلاق اور با ادب ہونا شروع ہو جائے۔ با ادب جو میں نے کہا ہے اس لفظ ادب میں محض اردو کا مضمون داخل نہیں بلکہ عربی لفظ ادب کا مضمون میرے ذہن میں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی وہ احادیث جن میں اعلیٰ اخلاق سکھائے گئے ہیں اور محض اخلاق سے تعلق رکھنے والی احادیث ہیں ایسی کتابوں میں جن میں وہ احادیث ہوں کتاب الادب کہا جاتا ہے اور ادب سے مراد روزمرہ زندگی کا طریقہ ہے۔ خوش اسلوبی کے ساتھ زندگی گزارنا اور خوش اسلوبی کے ساتھ ایک دوسرے کے ساتھ معاملہ کرنا یہ سارا لفظ ادب کے اندر داخل ہے۔

پس جماعت جرمنی میں ادب کے معیار کو بلند کرنے کی بہت ضرورت ہے۔ چند دن پہلے جب میں ابھی انگلستان ہی میں تھا کسی صاحب نے مجھے جماعت جرمنی کی اسی کمزوری کا طعنہ دیا اور کہا کہ آپ تو باتیں کرتے ہیں بڑی اچھی جماعت ہے، بڑی مخلص جماعت ہے، فدائی ہے، خدمت دین میں ہر معاملے میں آگے قدم بڑھانے والی ہے مگر میرے علم کے مطابق تو ان میں بہت سی اخلاق سے گری ہوئی باتیں ہیں ان کے گھروں میں بھی کوئی ادب کا سلیقہ نہیں ہے اور اپنے ماحول کے لئے کوئی اچھا نمونہ پیش نہیں کرتیں۔ میں نے صبر کے ساتھ اس طعن کو برداشت کیا اور دعائیں کیں کہ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے کہ میں جماعت جرمنی کو یہ باتیں سمجھاؤں کہ ان کی روزمرہ کی کمزوریاں بعض لوگوں کے لئے طعن و تشنیع کا سامان مہیا کرتی ہیں اور اگر یہ بات درست ہے جیسا کہ بیان کی گئی تو پھر میں نے ضروری سمجھا کہ جماعت کو توجہ دلاؤں کہ میری نظر میں آپ کا جو بھی مرتبہ اور مقام ہو گا میں امید رکھتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ خدا کی نظر میں بھی آپ کا وہی مرتبہ اور مقام ہو مگر جو باتیں، جو کمزوریاں میری نظر سے پوشیدہ ہیں اور آپ کو بری نظر سے دیکھنے والے کی نظر میں نمایاں ہیں ہم دعا کریں کہ اللہ کرے کہ وہ باتیں آپ کے اندر سے غائب ہو جائیں جیسے کبھی ان کا کوئی وجود ہی آپ میں نہیں تھا اور آپ کا ظاہر و باطن پاک اور صاف ہو جائے۔ آپ میں جو خوبیاں ہیں وہ بدیوں کو کھا جائیں یہ بات جو میں نے کہی ہے کہ آپ کی خوبیاں بدیوں کو کھا جائیں یہ اپنی طرف سے نہیں کہی قرآن نے یہی اعلان فرمایا ہے۔ " اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ " کہ یاد رکھو سچی نیکیاں، حقیقی نیکیاں بری باتوں کو کھا جاتی ہیں۔ پس اگر میری توقعات آپ سے درست ہیں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ درست ہیں تو میں یہ بھی امید رکھتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے توقع رکھتا ہوں کہ قرآن کی اس خوش خبری کے مطابق رفتہ رفتہ آپ کی بدیوں کو آپ کی نیکیاں کھا جائیں گی اور آپ کے اندر سے بدیوں کی بیخ کنی کا ایک نظام جاگ اٹھے گا اور وہ نظام اندر ہی سے جاگا کرتا ہے۔ باہر کی نصیحت ایسا اثر نہیں دکھاتی جیسا کہ اندر سے جب بدیاں دور کرنے کا نظام جاگتا ہے تو اثر دکھاتا ہے۔ آپ کی ذات میں ایک شعور بیدار ہونے کی ضرورت ہے۔ آپ کی ذات میں اس احساس کے جاگ اٹھنے کی ضرورت ہے کہ ہم نے اپنی کمزوریوں کو کم کرنا ہے اور اپنی خوبیوں کو بڑھانا ہے اگر یہ سلسلہ آپ شروع کر دیں تو آپ پہلی نصیحت اپنی ذات کو کریں گے۔ اور یہیں سے اس ہتھیار کو چلانے کا سلیقہ سیکھیں گے۔ اپنی ذات میں ڈوب کر، اپنے اندرونے میں خوب پھر کر جائزہ لیں کہ آپ میں کیا کمزوریاں پائی جاتی ہیں اور کسی نہ کسی کمزوری کو دور کرنے کا فیصلہ کریں اور بار بار اپنے آپ کو یاد کرائیں کہ یہ کمزوری اب پھر سر اٹھا رہی ہے، اور پھر سر اٹھا رہی ہے اور ہر دفعہ اس اٹھتے ہوئے سر کو دبانے کی کوشش کریں۔ دعاؤں کے ساتھ، انکسار اور محنت اور کوشش اور صبر کے ساتھ، تو میں یقین رکھتا ہوں اللہ تعالیٰ آپ کے اندر بہت ہی پاک تبدیلیاں پیدا فرما دے گا۔

ایسا نصیحت کرنے والا جو اپنی ذات کو نصیحت کرتے ہوئے نصیحت کے آداب سیکھتا ہے وہ دوسروں کو نصیحت کرنے کا بہترین اہل بن جاتا ہے اور یہ وہ مضمون ہے جس کی طرف میں خصوصیت سے آپ کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ آپ جب اپنی ذات کو نصیحت کرتے ہیں تو کبھی آپ کی نصیحت آپ کی ذات کو بری نہیں لگتی کیا وجہ ہے؟ اس لئے کہ ایسی اپنائیت ہے کہ گویا ایک ہی وجود ہے جو نصیحت کرنے والا ہے اور ایک ہی وجود ہے جس کو نصیحت کی جا رہی ہے۔ ان کے درمیان دوئی کا کوئی رشتہ نہیں ہے۔ پس جب اس بات کو آپ سمجھیں کہ آپ جب اپنے آپ کو نصیحت کرتے ہیں تو کیوں وہ نصیحت آپ کو بری نہیں لگتی آپ کو اس غور کے نتیجہ میں دوسروں کو نصیحت کرنا آ جائے گا۔ آپ جب اپنی کسی برائی کو دیکھتے ہیں تو اپنی ذات میں اپنے وجود کو بار بار جھنجھوڑتے ہیں اور سمجھاتے ہیں مگر گالیاں دے کر نہیں بلکہ بے قراری کے ساتھ، بے چینی کے ساتھ، شرمندگی محسوس کرتے ہوئے اور اپنائیت کے ساتھ یہاں تک کہ آپ کا نفس خود آپ کے خلاف کبھی بغاوت نہیں کرتا اور پھر دعا کرتے بھی ہیں اور دعا کرواتے بھی ہیں اور مسلسل اس بات کی کوشش کرتے چلے جاتے ہیں کہ وہ بدی دور ہو۔ جب تک دور نہ ہو آپ نصیحت سے باز نہیں آتے۔ یہی وہ کامیاب طریق ہے یہی وہ صحیح طریق ہے جس سے آپ دوسروں کی بدیاں دور کر سکتے ہیں۔ جب دوسروں کو نصیحت کریں تو اپنے تجربوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی ذات میں ڈوب کر جو سبق آپ نے سیکھے ہیں ان کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایسی نصیحت کریں کہ دوسرا یہ سمجھے کہ آپ اس سے بالا کوئی الگ ذات نہیں ہیں بلکہ اس کے وجود کا ایک حصہ ہیں اور گہری ہمدردی اور اپنائیت کے ساتھ آپ اسے نصیحت کر رہے ہیں اور پھر اگر وہ نہ مانے تو چھوڑتا نہیں مگر غصے کا اظہار نہیں کرتا۔ جس طرح آپ کا نفس جب آپ کی بات نہیں مانتا تو آپ اسے چھوڑتے نہیں مگر غصے کا اظہار بھی نہیں کرتے، مسلسل محنت کرتے چلے جاتے ہیں۔ " فذکر ان نفعت الذکریٰ " میں یہی مضمون ہے جو میں بار بار آپ کے سامنے کھول چکا ہوں کہ نصیحت کریں اور کرتے چلے جائیں، نصیحت سے چمٹ جائیں۔ " وتواصوا بالصبر " ایسے لوگ بن جائیں جن کے متعلق قرآن فرماتا ہے کہ وہ صبر کے ساتھ اچھی باتیں کہتے چلے جاتے ہیں تو جیسے اپنی ذات میں آپ صبر کرتے ہیں ویسے ہی دوسروں کی ذات میں بھی صبر سے کام لیں اور پیار اور محبت کے ساتھ مسلسل سمجھاتے چلے جائیں اور ان وقتوں کا انتظار کریں جب انسان کا وقت، انسان کی روح، انسان کا دل نصیحت کو قبول کرنے کے لئے خاص طور پر آمادہ ہوتا ہے اور ہر حال میں انسان ایک طرح نہیں ہوتا۔ بعض دفعہ ایک نصیحت عام حالات میں اثر نہیں کر رہی لیکن وہ انسان جس کو نصیحت کی جاتی ہے جب غم زدہ ہو تو وہ نصیحت کام آ جاتی ہے، اگر خوف زدہ ہو تو وہ نصیحت کام آ جاتی ہے۔ انسان کی کیفیتیں بدلتی رہتی ہیں اور ان بدلتی کیفیتوں میں نصیحت کا اثر پذیر ہونا بھی ساتھ ساتھ بدلتا رہتا ہے۔ اگر اپنی ذات پر آپ غور کریں تو آپ کو بھی معلوم ہو گا کہ بعض دفعہ بعض بدیاں آپ اپنی جان سے چھڑا نہیں سکے مگر کسی صدمے کی حالت میں، کسی خوف کی حالت میں آپ نے خصوصیت کے ساتھ اس بدی کو دور کرنے کی کوشش کی ہے اور آپ کو کامیابی نصیب ہو جاتی ہے۔ بعض دفعہ ایک انسان ایک مشکل میں مبتلا ہو جاتا ہے اور اس خوف کی حالت میں اللہ تعالیٰ سے بھی عہد کرتا ہے کہ اے خدا مجھے اس مشکل سے بچا لے تو میں اس بدی کو ہمیشہ کے لئے ترک کر دوں گا یا ایک بدخیال سے باز آ جاؤں گا اگر تو مجھے اس سے بچا لے گا۔ ایسے بھی بہت سے واقعات ہیں جو احادیث میں ہمیں ملتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے نصیحت آموز باتیں جو بیان فرمائیں ان میں اس

SCL

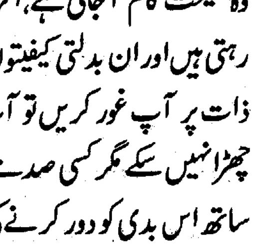

DISTRIBUTORS OF COMPUTER PARTS AND SPARES
DIRECT TO THE PUBLIC

4A RANELAGH ROAD, SOUTHALL,
MIDDLESEX, UB1 1DO
TELEPHONE 081 571 0859/9933
MOBILE 0831 093 120
FAX 081 571 9933

قسم کی بھی کئی باتیں ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ بعض خاص وقت ہوتے ہیں جن میں بعض نصیحتیں زیادہ گہرا اثر کرتی ہیں۔ پس وقتوں کے لحاظ سے، مناسبتوں کے لحاظ سے نصیحت کرنا یہ بھی ایک فن ہے اور اس کے مطابق کسی انسان کی ذہنی اور قلبی کیفیت کے مطابق نصیحت کرنا یہ بھی ایک اہم فن ہے۔ جو نصیحت کے کارآمد ہونے میں ایک بہت اہم کردار ادا کرتا ہے۔ ایک انسان کبھی کسی موڈ میں ہوتا ہے، کبھی کسی موڈ میں ہوتا ہے۔ اس کے مزاج بدلتے رہتے ہیں اس کی حالتیں بدلتی رہتی ہیں اگر غلط حالت کے وقت آپ کوئی بات کریں تو وہ اثر انداز نہیں ہوگی اس لئے موقع اور محل اور موسم کے مطابق بات کرنا بھی صحیح نصیحت کا ایک لازمی جز ہے جس کے بغیر نصیحت صحیح معنوں میں فائدہ نہیں دیتی یا پھل نہیں لاسکتی۔ دیکھیں اگر آپ گندم کے بیجنے کے موسم میں خریف کی فصلیں بونے کی کوشش کریں تو اس کا کچھ بھی فائدہ نہیں ہوگا۔ جو ربیع کی فصلوں کا وقت ہے اس میں ربیع کی فصلیں ہی کام آتی ہیں جو خریف کی فصل کی کاشت کا وقت ہے اس میں خریف کی فصلیں ہی کاشت کی جاتی ہیں حالانکہ زمین وہی ہے اور بظاہر موسم بھی ویسا ہی معلوم ہوتا ہے اب دیکھیں سردیوں سے جب آپ گرمیوں میں داخل ہوتے ہیں تو بظاہر موسم تو ویسا ہی ہے جیسا جب گرمیوں سے سردیوں میں داخل ہوتے ہیں۔ فضا ویسی ہی درمیانہ درجے کی خنک یا گرم ویسے ہی اس کے اندر خاص قسم کی اثر انداز باتیں پائی جاتی ہیں۔ وہ کیا ہیں؟ ہم ان کی تفصیل نہیں بیان کرسکتے۔ مگر گرمی سے سردی میں داخل ہو رہے ہوں یا سردی سے گرمی میں داخل ہو رہے ہوں فضا کی لہریں تقریباً ویسے ہی دل پر اثر انداز ہو رہی ہوتی ہیں اور ٹمپریچر اگر دیکھا جائے تھرمامیٹر کے ذریعے تو اس میں بھی کم و بیش ویسے ہی ٹمپریچر یا درجہ حرارت نظر آئیں گے جیسے چھ مہینے پہلے کے موسم میں تھے غرضیکہ انسان اپنے معائنے کے ذریعے کوئی فرق محسوس نہیں کرتا۔ لیکن اس کے باوجود کچھ فرق ہیں اور بیج ان کو پہچانتے ہیں اور زمین ان کو پہچانتی ہے اور وہ لوگ جو تجربے سے جانتے ہیں وہ اس بحث میں نہیں پڑتے کہ یہ فرق کیا ہیں ان کو یہ پتہ ہے کہ ربیع کے موسم میں ربیع کی فصلیں کاشت کرنی ہیں۔ ان کو پتہ ہے کہ خریف کے موسم میں خریف کی فصلیں کاشت کرنی ہیں۔ پس اسی طرح انسانی طبیعتوں کا حال ہے۔

نصیحت کرنے والا اگر آپ کی نظر میں بعض ان خوبیوں سے عاری ہو جو وہ آپ میں دیکھنی چاہتا ہے تب بھی شکریہ کے ساتھ ان باتوں کو قبول کریں کیونکہ اس نے باتیں اچھی کہی ہیں جو آپ کے فائدے کی ہیں

بعض خاص اوقات قوموں پر آتے ہیں جب خاص قسم کی نصیحتیں ان پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ بعض خاص حالات افراد پر آتے ہیں جب خاص قسم کی نصیحتیں ان پر اثر انداز ہوتی ہیں اور یہ گہرے مطالعہ کا مضمون ہے لیکن اس کے ساتھ ہی انسانی فطرت میں خدا تعالیٰ نے یہ ملکہ بھی ودیعت کر دیا ہے کہ فلسفیانی لحاظ سے آپ اس مضمون کی باریکی کو سمجھیں یا نہ سمجھیں مگر یہ جان لیتے ہیں کہ کوئی کس موڈ میں ہے۔ اس سے کیسے بات کرنی چاہئے۔ ایک چہرے پر غم کے آثار ہیں تو کسی بہت بڑے فلاسفی کی ضرورت تو نہیں کہ ان غم کے آثار کا باریکی سے مطالعہ کرے اور پھر یہ فیصلہ کرے کہ لطیفے کی بات مناسب ہے کہ نہیں مناسب۔ غم کی کئی قسمیں ہیں، کئی وجوہات ہوسکتی ہیں، کئی دفعہ فکر سے بھی ویسے اثرات ظاہر ہو جاتے ہیں جیسے غم سے ہوتے ہیں لیکن چہرے کا مزاج بتا دیتا ہے کہ اس وقت کیسی بات کرنی ہے اور کیسی نہیں کرنی۔ پس نصیحت میں یہ ساری باتیں دیکھی جاتی ہیں کئی دفعہ کسی کی موجودگی یا عدم موجودگی کا بھی نصیحت پر بہت اثر پڑتا ہے۔ بھری مجلس میں آپ ایک بات کہیں تو اس کا رد عمل ہوتا ہے الگ بات کریں تو اور رد عمل ہوتا ہے۔ جرمنی ہی سے مجھے کسی نے ایک ٹرکش میٹنگ کے متعلق لکھا تھا کہ ہم نے بہت سے ٹرکش احباب بلائے اور جیسا کہ آپ نے کہا تھا ٹرکش علماء کو بھی بلایا اور جب ہم نے تبلیغی گفتگو شروع کی تو ٹرکش عالم صاحب چونکہ ان کو جواب نہیں آتا تھا اپنے سارے ساتھیوں کو لے کر وہاں سے رخصت ہوگئے۔ اب یہ ایک مثال ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ نصیحت کا مضمون کتنے گہرے باریک مطالعہ کو چاہتا ہے۔ میں نے ان کو یہ نہیں کہا تھا کہ آپ ٹرکش علماء کو ان کے مریدوں کی موجودگی میں بلا کر ان سے بحثیں کریں۔ میں یہ بات سوچ بھی نہیں سکتا تھا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ ان لوگوں میں ایک انانیت پائی جاتی ہے۔ تقویٰ کا وہ اعلیٰ معیار نہیں ہے اگر یہ دیکھیں گے کہ ہمارے مریدوں کے سامنے ہماری سبکی ہو رہی ہے تو سب کو ساتھ لے کر اٹھ کھڑے ہونگے اور چاہے قرآن کی دلیل سے ہار کھا رہے ہوں، ان کا

نفس اپنے آپ کو ذلیل ہوتا ہوا محسوس کرتا ہے۔ پس حکمت کے تقاضے بہر حال پورے کرنے ہیں اور نصیحت کرتے وقت حکمت کے تقاضوں کو پیش نظر رکھنا سب سے زیادہ ضروری ہے کیونکہ نصیحت میں اپنی ذات میں ایک ایسی بات پائی جاتی ہے کہ سننے والا طبعاً اس کے خلاف رد عمل دکھائے گا۔ پس ایسی طرز سے نصیحت کرنا کہ اس کے رد عمل کا کوئی امکان باقی نہ رہے اور طبعی منافرت کے باوجود وہ شخص نصیحت کو قبول کرے یہ وہ فن ہے جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی پیروی ہی سے حاصل ہوسکتا ہے اس کے بغیر نصیب نہیں ہو سکتا۔ غیر معمولی اثر کرنے والی نصیحت ہوتی تھی آنحضورؐ کی اور بظاہر اس نصیحت کو کسی فصیح و بلیغ کلام سے سجایا نہیں گیا مگر عام سادہ جملے بھی دلوں میں ڈوب جاتے تھے اور حیرت انگیز پاک تبدیلیاں پیدا کرتے تھے۔ کوئی دیکھنے والا یہ سوچ سکتا ہے کہ یہ کلام مرصع نہیں، یہ خاص سجایا نہیں گیا لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ فصاحت و بلاغت کی تعریف سے ایسا شخص ناواقف ہوتا ہے۔ فصیح و بلیغ کلام کی تعریف یہ ہے کہ موقع اور محل کے مطابق ہو۔ پس وہی نصیحت فصیح و بلیغ ہے جو بظاہر الفاظ سے مرصع نہ ہو اور ظاہری الفاظ کی سجاوٹ اس میں پائی جائے مگر ان کے اندر Penetrate ہونے کی، سرایت کرنے کی صلاحیت پائی جائے۔ وہ چند سادہ الفاظ بڑے بڑے فصیح و بلیغ کلام پر بھی فوقیت لے جاتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا یہی انداز تھا چھوٹی چھوٹی باتوں میں اتنا گہرا اثر ہوتا تھا کہ وہ دل سے نکلتی تھیں اور دلوں میں ڈوب جاتی تھیں۔ یہ جو میں نے کہا ہے دل سے نکلتی تھیں اور دلوں میں ڈوب جاتی تھیں یہ اس کا سب سے اہم پہلو ہے کیونکہ وہ نصیحت جو دل سے نہ نکلے وہ دلوں میں ڈوبنے کی بھی صلاحیت نہیں رکھتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ہر نصیحت دل سے اٹھتی تھی اور لازماً دل تک پہنچتی تھی۔

باہر کی نصیحت ایسا اثر نہیں دکھاتی جیسا کہ اندر سے جب بدیاں دور کرنے کا نظام جاگتا ہے تو اثر دکھاتا ہے۔ آپ کی ذات میں اس احساس کے جاگ اٹھنے کی ضرورت ہے کہ ہم نے اپنی کمزوریوں کو کم کرنا ہے اور اپنی خوبیوں کو بڑھانا ہے

دوسری اہم بات آپ کی نصیحتوں میں یہ ملتی ہے کہ آپ کی ہر نصیحت آپ کے کردار سے اٹھتی تھی۔ صرف دل سے نہیں اٹھتی تھی آپ کے کردار سے اٹھتی تھی اور کردار پر اثر انداز ہو جایا کرتی تھی۔ زندگی بھر آپ نے کبھی ایک ادنیٰ سی بات بھی ایسی نہیں فرمائی جو آپ کے کردار کا ایک لازمی حصہ نہ ہو اور کسی ایسی بدی سے نہیں روکا جس سے آپ کا نفس پاک نہ ہو۔ پس نصیحت کے لئے جو سب سے زیادہ مؤثر دو محرکات ہیں وہ آپؐ کی نصیحتوں میں ملتے تھے اول یہ کہ دل سے اٹھتی تھی اور لازماً دل پر اثر انداز ہوتی تھی۔ دوسرے کردار سے اٹھتی تھی اور لازماً کردار پر قبضہ کر لیتی تھی۔ پس ان دو پہلوؤں سے اپنی نصیحتوں کو طاقت عطا کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی چند پاک نصیحتوں پر میں اس خطبے کو ختم کرتا ہوں۔ یہ وہی سلسلہ ہے جو میں نے پہلے سے شروع کر رکھا ہے۔

آنحضورؐ نے ایک موقع پر فرمایا کہ "ایک مسلمان پر دوسرے مسلمان کے پانچ حق ہیں۔ سلام کا جواب دینا، بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کرنا، فوت ہو جائے تو اس کے جنازے میں شامل ہونا، اس کی دعوت قبول کرنا اور اگر وہ چھینک مارے اور الحمدللہ کہے تو اس کی چھینک کا جواب یرحمک اللہ کی دعا کے ساتھ دینا"۔ ایک روایت میں ہے کہ "جب تو اس سے ملے تو اسے سلام کہے اور جب وہ تجھ سے خیر خواہانہ مشورہ مانگے تو خیر خواہی اور بھلائی کا مشورہ دے"۔

اب آپ نے یہ جو نصیحتیں سنی ہیں اکثر آپ میں سے یہ سمجھتے ہونگے کہ عام چھوٹی چھوٹی سی باتیں ہیں کیا فرق پڑتا ہے ان کے کرنے سے اور ان سے کیا نمایاں تبدیلی سوسائٹی میں ہوسکتی ہے مگر ایک ایک کر کے اس پر غور کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ یہ ایسی نصیحتیں ہیں جو سوسائٹی کی کایا پلٹ سکتی ہیں۔ سب سے پہلے فرمایا کہ سلام کا جواب دینا۔ اب آپ کو کوئی سلام علیکم کہتا ہے تو وعلیکم السلام کہہ ہی دیتے ہیں مگر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں کہ سلام کا جواب دینا تو آپ جس رنگ میں سلام کا جواب دیا کرتے تھے وہ مجسم دعا ہوا کرتی تھی محض منہ سے وعلیکم السلام نہیں کرتے تھے۔ پس حضور اکرمؐ سے جو باتیں سنتے ہیں یہ یاد رکھیں کہ آنحضورؐ ان باتوں کو خود کس رنگ میں بجالاتے تھے اور کس رنگ میں وہ بات خود کیا کرتے تھے۔ ایک ایسا شخص جس کو سلام کہا جائے وہ بعض دفعہ خود بخود بغیر سوچے سمجھے وعلیکم

سلام کہہ دیتا ہے اور پورا لفظ بھی ٹھیک نہیں بولتا وعلیک سلام اور بعض دفعہ سر ہلا دیتا ہے کہ ہاں ٹھیک ہے مجھے سلام پہنچ گیا ہے۔ گویا وہ بڑا مرتبہ رکھتا ہے اور سلام کہنے والا چھوٹا مرتبہ رکھتا ہے مگر آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہمیشہ سلام کو دعا کے طور پر لیتے تھے اور دعا کے رنگ میں اس کا جواب دیتے تھے۔ پس ہر دفعہ جب آپ وعلیکم السلام کہتے ہیں یا السلام علیکم کہتے ہیں تو آپ کے دل سے اگر یہ تمنا واقعۃً اٹھتی ہے کہ اس شخص کو سلامتی نصیب ہو اس شخص پر اللہ کی سلامتی کا سایہ رہے تو ایسا شخص آپ کے شر سے بھی خود بخود محفوظ ہو جاتا ہے کیونکہ سچے دل سے دعا کرنے والا اس کے برعکس نہیں چاہ سکتا۔ پس اگر غور کر کے آپ سلام کو رواج دیں اور سلام کا جواب سلام میں دل کی گہرائی سے دیں تو یہ قطعی بات ہے کہ سچے دل سے وعلیکم السلام کہنے والا کبھی اس شخص کے حق میں شر کی بات نہیں سوچ سکتا جس کو وہ سلام کی دعا دیتا ہے ورنہ وہ اول درجے کا منافق ہو گا ورنہ اس کا جواب حقیقت میں جواب نہیں بلکہ ایک منافقت کا اظہار بن جاتا ہے تو آپؐ نے فرمایا حق ہے مسلمان کا تم اس کے سلام کا جواب دو یعنی اس کو دعا دو اور اسے سلامتی کا یقین دلاؤ اور اس کے لئے سلامتی کی دعا مانگو۔

ایسی طرز سے نصیحت کرنا کہ اس کے رد عمل کا کوئی امکان باقی نہ رہے اور طبعی منافرت کے باوجود وہ شخص نصیحت کو قبول کرے۔ یہ وہ فن ہے جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی پیروی ہی سے حاصل ہو سکتا ہے۔ اس کے بغیر نصیب نہیں ہو سکتا

پھر فرمایا کہ "بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کرو" ہمارے ہاں عیادت کا رواج ہے مگر مسلمان کے حق کے طور پر نہیں بلکہ بڑے آدمی کی عیادت کی جاتی ہے، دوست کی عیادت کی جاتی ہے اور کسی کا سوسائٹی میں کوئی مرتبہ ہو یا کوئی اپنا قریبی ہو تو اس کی عیادت کی جاتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم یہ نہیں فرما رہے کہ اپنے دوستوں کی عیادت کرو اپنے سے بڑے لوگوں کی عیادت کرو۔ آپ فرماتے ہیں مسلمان کا حق ہے کہ اس کی عیادت کی جائے۔ پس اگر کوئی ایسا غریب انسان ہے، بے سہارا ہے، لاچار ہے، اس کی عیادت نہیں ہو رہی اور صاحب اثر لوگوں کی عیادت ہوتی ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی نصیحت پر عمل نہیں ہوا۔ پس عیادت کے مضمون سے پتہ چلتا ہے کہ مسلمان کا بحیثیت سوسائٹی یہ فرض ہے کہ اپنے میں سے کسی کو بغیر عیادت کے نہ رہنے دے اور بے سہارا نہ رہنے دے اگر اس بات کو آپ رواج دیں گے تو کتنے ہی ایسے ہیں جن کی بیماری کی تلخیاں دور ہونی شروع ہو جائیں گی، ان کو سکون نصیب ہو جائے گا جب کہ اس وقت اس میں کمی پائی جاتی ہے۔ چنانچہ آئے دن مجھے کبھی ہندوستان سے کبھی بنگلہ دیش سے کبھی پاکستان سے کبھی افریقہ سے ایسے خطوط ملتے ہیں کہ میں ایک کمزور، ناچار، بیمار ہوں۔ کوئی مجھے نہیں پوچھتا اور بعض لوگ لکھتے ہیں خدا کے سوا میرا کوئی نہیں رہا۔ میں ان کو کہتا ہوں کہ اگر واقعۃً آپ نے یہ بات سچی کہی ہے کہ خدا کے سوا آپ کا کوئی نہیں تو مبارک ہو کہ آپ کا سب کچھ ہے لیکن اگر آپ کی مراد یہ ہے کہ خدا کا کیا فرق پڑتا ہے دنیا نے مجھے چھوڑ دیا ہے اور خدا میرے ساتھ ہے کا مطلب یہ ہے کہ کوئی بھی میرے ساتھ نہیں رہا تو آپ نے خود اپنا ہمیشہ کے لئے نقصان کر دیا ہے۔ لیکن بات سمجھانے کے بعد میں جماعت کو توجہ دلانا چاہتا ہوں اگر میرے علم میں کوئی ایسے ذی اثر صاحب ثروت ہوں جو اس کے قریب رہتے ہوں ان کو توجہ دلاتا ہوں اور بعض دفعہ ایک شہر سے دوسرے شہر میں خصوصیت سے ایسے شخص کی عیادت کے لئے احمدیوں کو بھجواتا ہوں یا نظام جماعت کو کہتا ہوں کہ وہ کسی کو بھجیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ہمیشہ اس کا بہت ہی نیک نتیجہ نکلتا ہے۔ ایک ایسا شخص جو اپنے آپ کو بے سہارا سمجھ رہا ہوتا ہے، جو سمجھتا ہے کہ کوئی میری عیادت کی فکر اس لئے نہیں کر رہا کہ میں بے حقیقت چیز ہوں۔ اچانک اس کے اندر ایک نیا اعتماد اٹھ کھڑا ہوتا ہے اس کے اندر ایک حوصلہ پیدا ہو جاتا ہے وہ جانتا ہے کہ جماعت احمدیہ کا ہر فرد سہارے والا ہے اور جو اس جماعت کا فرد ہے اس کو ایک ضمانت ہے کہ وہ اکیلا نہیں چھوڑا جائے گا۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جو نصیحت مسلمان کو بحیثیت مسلمان کی ہے اس کی حقیقت کو سمجھیں اور اپنی سوسائٹی میں جہاں بھی آپ ہیں یہ رواج قائم کر دیں کہ کوئی غریب سے غریب انسان بھی بیماری کے وقت بے سہارا نہیں چھوڑا جائے گا۔ جب آپ اس کی عیادت کو جائیں گے تو اس کے ساتھ بہت سے اور فائدے بھی مضمر ہیں عیادت کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ پوچھ آئے کیوں جی کیا حال ہے اس نے کہا بہت برا حال ہے اور آپ گھر کو واپس آ گئے۔ یہ میں ایسی بات کہہ رہا ہوں جو میں نے تجربے سے سیکھی ہے جب ایک کمزور اور غریب کی عیادت کو آپ جاتے ہیں تو اور بھی بہت ساری باتیں آپ کے سامنے آ جاتی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی نصیحتیں حکمتوں کا خزانہ تھیں اور ہیں اور رہیں گی۔ کئی دفعہ مجھ سے یہ واقعہ ہوا کہ مجھے بحیثیت ہومیوپیتھ کے کسی نے بلا بھیجا کہ فلاں بیمار ہے گھر میں کوئی ڈاکٹر اور میسر نہیں آ رہا یا ہم میں طاقت نہیں ہے کہ علاج کروا سکیں اور مریض آپ کے پاس نہیں آ سکتا اس لئے آپ خود آ کر اسے دیکھیں اور اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی، میں نے جا کر دیکھا تو اس وقت مجھے سمجھ آئی کہ عیادت کیا ہوتی ہے۔ صرف بیماری کا مسئلہ نہیں تھا خوراک کا بھی مسئلہ تھا۔ صرف بیماری کا مسئلہ نہیں تھا اس کے عمومی گھر کے حالات اور رہن سہن کا بھی مسئلہ تھا جو مکھیوں اور مچھروں میں گھرا ہوا مریض جس کے گھر میں بچے بھوک سے بلبلاتے اور شور کرتے ہوں اس کی عیادت کا یہ مطلب کہاں سے ہو گیا کہ آپ کا کیا حال ہے۔ اس کی عیادت کا تو یہ مطلب ہے کہ جب آپ اس کی عیادت کو جائیں تو آپ کے دل سے ایک ہمدرد، ایک سچا عیادت کرنے والا مسلمان بیدار ہو کر اٹھ کھڑا ہو اور آپ اس کی ضرورتوں کا بھی خیال رکھیں اس کی دوسری چیزیں بھی ساتھ پوری کریں جن کی ان کو ضرورت ہے۔ یہ مفہوم ہے آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا کہ اپنے بھائیوں کو بغیر عیادت کے نہ چھوڑنا کیونکہ ایک مریض جب لاچار اور بے سہارا سوسائٹی میں اس طرح چھوڑ دیا جاتا ہے کہ گویا وہ اپنی موت کے انتظار کے لئے بنایا گیا تھا جب ایک سچا مسلمان اس کی عیادت کو جاتا ہے تو اس کی اور بھی بہت سی ضرورتیں پوری کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ میں یہ بہت خوبی پائی جاتی تھی۔ میں کثرت سے ایسے صحابہ کو جانتا ہوں کہ جب وہ عیادت کو جایا کرتے تھے تو دوسری ضرورتیں بھی ساتھ پوری کیا کرتے تھے اور واپس آ کر بعض دفعہ نظام کو بھی متوجہ کرتے تھے کہ فلاں ایک مریض ایسا ہے جس کو اس چیز کی ضرورت ہے۔ پس عیادت کا جو مضمون آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے بیان فرمایا ہے اس میں سوسائٹی پر سوسائٹی کے ہر ممبر کا ایک حق ہے جس کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔

پھر فرمایا "فوت ہو جائے تو اس کے جنازے میں شامل ہو"۔ اب جنازہ تو پڑھا ہی جاتا ہے اور اکثر دیکھا گیا ہے کہ کوئی نہ کوئی دو دو چار چار آدمی تو مل ہی جاتے ہیں لیکن یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ کوئی بڑا آدمی فوت ہو تو ہجوم در ہجوم لوگ اکٹھے ہو جاتے ہیں اور کوئی غیر معروف شخص، کوئی غریب انسان فوت ہو تو بعض دفعہ مسجدوں میں اعلان کرنے پڑتے ہیں اور یہ بھی ایک ایسی حقیقت ہے کہ جس پر میں خود گواہ ہوں۔ مجھے یاد ہے ربوہ میں بعض دفعہ سخت گرمی میں ظہر کے وقت ایک جنازہ آتا تھا اور لوگ سلام پھیر کر چونکہ وہ شخص معروف نہیں ہوتا تھا اپنے گھروں کو چلے جاتے تھے اور اعلان کرنے والا بے چارہ اعلان کرتا رہ جاتا تھا کہ جنازے کے لئے آدمی نہیں مل رہے آپ آئیں اس شخص کا جنازہ پڑھیں اور جنازہ پڑھتے بھی تھے تو رخصت ہو جاتے تھے۔ پڑھ کر ساتھ دفنانے کے لئے نہیں جاتے تھے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کتنے شفیق اور مہربان تھے کہ مسلمانوں کی سوسائٹی کی تفصیلی ضروریات پر نظر تھی، زندوں سے مردوں میں چلے جایا کرتے تھے۔ پس مرنے کے بعد کے حقوق بھی آپ نے کھول کھول کر ہمارے سامنے رکھے اور میں جانتا ہوں اس زمانے میں جس کی میں بات کر رہا ہوں بہت سے ایسے مخلصین تھے نوجوان بھی اور بوڑھے بھی کہ ایسے جنازوں کے ساتھ ضرور جاتے تھے اور وہی ہیں در حقیقت جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اس نصیحت کو سمجھتے اور اس کا حق ادا کرنے والے تھے اور وہی چند لوگ ہیں جو ساری امت کے لئے کفایہ ہو جایا کرتے تھے۔ پس آپ اس بات کو بھی خوب اچھی طرح ذہن نشین کر لیں اور دل میں جاگزیں کر لیں کہ جب غریب مرتا ہے تو اس کا بھی یہی تقاضا ہے۔ جب بے سہارا مرتا ہے تو اس کے بھی کچھ حقوق ہیں آپ پر۔ ان حقوق کو ادا کرنا امت مسلمہ کا فرض قرار دیا گیا ہے اور اپنے غریب سے غریب بھائی کا بھی اتنا حق تو ضرور ادا ہونا چاہئے کہ جب کوئی مر جائے تو کم سے کم اس وقت بھی اس کی مصاحبت کرے۔ اگر زندگی میں آپ کو مصاحبت کی توفیق نہیں ملی تو مرنے کے بعد ہی سہی۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ ایک ہی شخصیت کے یہ دو پہلو ہیں جو ایک ہی شخصیت میں ابھرتے ہیں جو شخص غریبوں کی عیادت کرنے کا سلیقہ رکھتا ہے وہ مردے کے حقوق ادا کرنے کا بھی سلیقہ رکھتا ہے۔ جو زندوں کو چھوڑ دیا کرتا ہے وہ مردوں کو بھی چھوڑ دیا کرتا ہے۔ پس اس بات کو بھی رواج دینا بہت اہم ہے کہ اپنے غریب بے سہارا لوگوں کے جنازوں میں بھی شامل ہوں اور یہ ساری نصیحت در حقیقت بالآخر ان لوگوں کے حقوق کی طرف توجہ دلا رہی ہے جو سوسائٹی کا سب سے کمزور حصہ ہیں۔

چنانچہ فرمایا کہ یہ بھی اس کا حق ہے اس پر فرض ہے کہ اس کی دعوت کو قبول کرے۔ اب امیر آدمی کی دعوت قبول کرنا کونسی نیکی ہے۔ اچھے کھانوں کی طرف بلایا جائے تو ان کھانوں کی

طرف جانے پر لبیک کہنا بھلا کونسی نیکی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جو فرما رہے ہیں یہ اور بات ہے۔ فرماتے ہیں کہ اگر تمہارا غریب بھائی تمہیں اپنے گھر دعوت پہ بلاتا ہے تو اس کی غربت کی وجہ سے اس کا انکار نہ کر دینا خواہ اس کے گھر سے کچھ بھی ملنے کی توقع نہ ہو۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ایک موقع پر جیسا کہ میں پچھلے خطبہ میں بھی بیان کر چکا ہوں فرمایا کہ اگر ایک پائے کی دعوت بھی ہو۔ یعنی ایک بکری کے پاؤں کی دعوت بھی ہو اس کو بھی حقیر نہ سمجھو۔ یہاں سارا دلداری کا مضمون ہے، بے سہارا لوگوں کے سہارا بننے کا مضمون ہے۔ پس ایسی دعوت جو اپنے روز مرہ کے کھانے کے معیار سے بہت گری ہوئی ہوتی ہے اس کو دعوت کی خاطر قبول نہیں کیا جاتا یعنی کھانے کی خاطر تو قبول نہیں کیا جاتا بلکہ دلداری کی خاطر قبول کیا جاتا ہے۔ پس آپ نے جہاں فرمایا کہ دعوت قبول کرو مراد یہ ہے کہ تکبر کی راہ سے کسی غریب سے غریب آدمی کی دعوت کا رد نہیں کرنا ہاں اگر ایسی مجبوری ہے کہ بڑے آدمی کی دعوت بھی تم رد کرتے ہو ان مجبوریوں میں تو پھر یہ کوئی گناہ نہیں یہ جائز ضرورت ہے لیکن محض اس لئے کہ کوئی شخص غریب ہے اس کی دعوت رد کرنا یہ مسلمان کا دوسرے مسلمان کی حق تلفی کے مترادف ہے۔

نصیحت کے لئے جو سب سے زیادہ مؤثر دو محرکات ہیں وہ آپؐ کی نصیحتوں میں ملتے تھے۔ اول یہ کہ دل سے اٹھتی تھی اور لازماً دل پر اثر انداز ہوتی تھی۔ دوسرے کردار سے اٹھتی تھی اور لازماً کردار پر قبضہ کر لیتی تھی۔ پس ان دو پہلوؤں سے اپنی نصیحتوں کو طاقت عطا کریں

پھر فرمایا "اگر وہ چھینک مارے تو الحمد للہ کہے" اب دیکھیں بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ اسلام نے اتنی چھوٹی چھوٹی باتیں بھی بیان فرمائیں۔ حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ ان چھوٹی چھوٹی باتوں ہی میں زندگی ہے اول تو یہ چھینک کا کیوں خیال آیا، سوچنے والے سوچتے ہوں گے کہ اور روز مرہ کی باتیں ہوتی ہیں اباسیاں بھی تو انسان لیتا ہے انگڑائیاں بھی تو لیتا ہے اس موقع پر کوئی دعا نہیں سکھائی گئی چھینک کے موقع پر کیوں دعا سکھائی گئی۔ آج جب کہ سائنس ترقی کر چکی ہے جبکہ علم طب نے غیر معمولی تحقیق کے ذریعے بڑے بڑے راز دریافت کر لئے ہیں انسانی زندگی کے تو یہ بات سامنے آئی ہے کہ چھینک عموماً اس وقت آتی ہے جبکہ کوئی ایسا ذرہ دماغ کی طرف حرکت کر رہا ہے ناک کی نالیوں میں کہ اگر وہ دماغ تک پہنچے تو اس کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔ پس غیر معمولی طاقت کے ساتھ وہ چھینک آتی ہے اور ایک سائنسی رسالے میں میں نے یہ پڑھا اور میں حیران رہ گیا کہ چھینک کی رفتار اتنی تیز ہوتی ہے کہ سینکڑوں میل فی گھنٹہ کی رفتار سے چھینک آتی ہے تاکہ کوئی ذرہ جو دماغ کی طرف جا رہا ہے جس سے نقصان کا خطرہ ہے وہ آناً فاناً اس غیر معمولی دھکے سے باہر نکل جائے۔ پس آپ نے دیکھا ہوگا جو مرضی کر لیں چھینک رکتی نہیں کئی لوگوں کو میں نے دیکھا ہے ناک کو دباتے ہیں ادھر سے ادھر سے ہاتھ رکھتے ہیں، رومال رکھ لیتے ہیں جو مرضی کریں آئی ہوئی چھینک نہیں رکتی کیونکہ اس کی طاقت بڑی ہے۔ پیچھے دباؤ بہت غیر معمولی ہے۔ اس راز کو خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو سمجھا دیا کہ غیر معمولی موقع ہے اور دعا کا وقت ہے کیونکہ ایک بہت بڑا خطرہ ایک شخص کے لئے پیدا ہوا تھا جو ٹال دیا گیا ہے تو فرمایا کہ جب تمہیں چھینک آئے تو کہا کرو "الحمد للہ" سب حمد اللہ ہی کے لئے ہے جس نے مجھے اس سے نجات بخشی اور جب کوئی سنے تو یہ کہے "یرحمک اللہ" اللہ تجھ پر رحم فرماتا رہے جس طرح اس دفعہ تجھ پر خدا نے رحم فرمایا ہے اس طرح آئندہ بھی رحم فرماتا رہے۔ تو بظاہر ایک چھوٹی سی بات تھی لیکن اس کی کنہ تک جائیں اس کی تہہ تک اتر کر دیکھیں تو کتنا بڑا حکمت کا اس میں خزانہ ہے۔ ہزارہا ایسے مواقع ہوتے ہیں جب انسان کو خدا تعالیٰ خطرات سے بچا لیتا ہے لیکن انسان کو علم بھی نہیں ہوتا۔ مگر کم سے کم ان موقعوں پر جہاں انسان یقینی طور پر جانتا ہے کہ مجھے خدا نے اپنے فضل کے ساتھ ایک بڑے خطرے سے بچا لیا ہے ضروری ہے کہ انسان کا دل حمد کی طرف مائل ہو اور بھائیوں کا جو دیکھ رہے ہیں یہ فرض ہے کہ اس میں اس کی مدد کریں اور کہیں آئندہ بھی اللہ تجھ پر رحم فرماتا رہے، آئندہ بھی اللہ تعالیٰ تجھے اس قسم کے خطرات سے بچاتا رہے۔

تو آج کے لئے میں نے نمونۃً یہ ایک حدیث آپ کو سمجھانے کے لئے چنی تھی۔ خیر کی طرف بلانے کا مطلب یہ بھی ہے کہ جو بات آپ اچھی سنی وہ دوسروں تک پہنچائیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی محبت بھری، پیار بھری حکمت سے پر نصیحتوں کو اپنے معاشرے میں عام کریں اپنے بچوں کو سکھائیں، اپنے بڑوں کو بتائیں اور اپنے غیروں کو بھی سمجھائیں۔ اللہ کرے کہ ہمیں اس کی توفیق ملے اور آپ کو میں یقین دلاتا ہوں کہ اگر اس بات کو آپ شیوہ بنالیں گے جیسا کہ میں نے آپ کو سمجھایا ہے کہ اپنی ذات سے نصیحت کا سفر شروع کریں گے اپنے گھر، اپنے ماحول میں نصیحت کرنے کی عادت ڈالیں گے، پیار اور محبت اور دعاؤں کے ساتھ نصیحت کریں گے تو پھر اللہ تعالیٰ آپ کی وہ ذمہ داریاں آسان فرما دے گا جو غیروں کی تربیت کی ذمہ داریاں آپ پر ڈالی گئی ہیں اور جو دن بدن بڑھتی چلی جا رہی ہیں بعض جگہ اس قدر تیزی سے بڑھ رہی ہیں کہ انسان فکروں میں ڈوب جاتا ہے کہ ہم کیسے ان ذمہ داریوں کا حق ادا کر سکیں گے مگر آنحضورؐ کا طریق نصیحت یہ تھا کہ چھوٹی چھوٹی پیاری پیاری باتوں سے عظیم پاک تبدیلیاں پیدا فرما دیتے تھے اور آج بھی فرما رہے ہیں۔ آج بھی یہی باتیں ہیں جو آپ کے اور میرے دل پر اثر انداز ہو رہی ہیں۔ تو انہی باتوں کو اپنائیں اور اسی طرح کی نصیحت کے طریق اختیار کرتے ہوئے اپنی سوسائٹی کے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو اور آپ کی توفیقات کو بڑھائے اور آپ کی باتوں میں اثر پیدا کرے۔ خدا کرے آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی نصیحتوں کی طرح ہماری نصیحتیں بھی ہمارے دل کی گہرائیوں سے اٹھنے والی ہوں اور ہمارے کردار کی گہرائیوں سے اٹھنے والی ہوں تاکہ وہ دنیا کے دلوں اور کردار پر یکساں غالب آ جائیں۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔

پھر کوئی طرفہ تماشا کر دے   میں برا ہوں مجھے اچھا کر دے
کہیں ایسا نہ ہو کوئی لحہ   تجھ کو چھوکر تجھے تنہا کر دے
لفظ مر جائے اگر بچپن میں   اس کا وارث کوئی پیدا کر دے
بخش دے میری علامت مجھ کو   میرے اوپر میرا سایہ کر دے
رنگ و بو بانٹ دے اس سے لے کر   پھول کے بوجھ کو ہلکا کر دے
میں ہوں آلودہ خواب غفلت   مجھ کو کھنگال کے اجلا کر دے
میں بکھر جاؤں تو مجھ کو چن کر   اپنے آنگن میں اکٹھا کر دے
مجھ کو ڈر ہے کہ مری خاموشی   کوئی تجھ سے نہ تقاضا کر دے
آج کی صبح ہے صبح صادق   آج ہر خواب کو سچا کر دے
میں بھی پہچان لوں اس کو شاید   میری جانب میرا چہرہ کر دے
چھین کر اشک سے اس کی آواز   اور بھی اس کو نہتا کر دے
مجھ کو ڈر ہے کہ سر بزم ادب   تو کہیں ذکر نہ میرا کر دے
آئینے ٹوٹ نہ جائیں مضطر
دل کی دیوار کو سیدھا کر دے

(چوہدری محمد علی مضطر)

نماز جنازہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۳ ستمبر ۱۹۹۴ء کو قبل از نماز ظہر مسجد فضل لندن میں مکرمہ جوانی بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم عالم دین صاحب مرحوم کوٹلی آزاد کشمیر کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔ اس کے ساتھ ہی حسب ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی۔

(۱) مکرم پودا احمد صاحب (مٹھی سندھ)
(۲) مکرم چوہدری عبدالسلام صاحب (کوٹ احمدیاں سندھ)
(۳) محترمہ ناصرہ نثار صاحبہ (بہار۔ انڈیا)
(۴) مکرم چوہدری محمد شفیع وڑائچ صاحب (چک نمبر ۹۔ سرگودھا)
(۵) مکرمہ شازیہ اقبال صاحبہ (کینیڈا)
(۶) مکرم عبدالاحد خان صاحب بھاگل پوری (کراچی)
(۷) مکرم محمد سلیم صاحب (سویڈن)
(۸) مکرم محمد رفیق صاحب (جنڈو ساہی ڈسکہ)
(۹) محترمہ مسرت سجاد صاحبہ اہلیہ مکرم سجاد احمد صاحب مربی سلسلہ احمدیہ (پاکستان)

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کی مغفرت فرمائے اور اعلیٰ علیّین میں جگہ دے اور تمام پسماندگان و عزیزان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

تَحْسَبُهُمْ جَمِيْعًا وَّقُلُوْبُهُمْ شَتّٰى

(رشید احمد چوہدری)

اسال برطانیہ میں جولائی کے آخر اور اگست کے شروع میں ختم نبوت کے نام پر تین کانفرنسیں منعقد کی گئیں۔

(۱) ختم نبوت کانفرنس زیر انتظام جمیعت علماء برطانیہ بمقام برمنگھم منعقدہ ۳۱ جولائی ۱۹۹۴ء۔

(۲) خاتم الانبیاء کانفرنس زیر انتظام جمیعت اہل حدیث برطانیہ بمقام راچڈیل منعقدہ ۷ اگست ۱۹۹۴ء۔

(۳) ختم نبوت کانفرنس زیر انتظام عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بمقام برمنگھم منعقدہ ۱۴ اگست ۱۹۹۴ء۔

ان کانفرنسوں کے جو مقاصد اخباری بیانات سے سامنے آتے ہیں وہ یہ ہیں:۔

(۱) ۔ تمام مسلمانوں کو ختم نبوت کے پلیٹ فارم پر اکٹھا کرنا۔

(۲) ۔ جماعت احمدیہ کے خلاف پروپیگنڈا کرنا۔

(۳) ۔اور اگرچہ کھلم کھلا باقاعدہ طور پر اسے وضاحت سے بیان تو نہیں کیا گیا مگر اخبارات کے حوالے سے اور جیسا کہ خبروں سے مترشح ہوتا ہے ایک اور مقصد ختم نبوت کانفرنس کے نام پر پیسہ بٹورنا بھی تھا۔ اور جیسا کہ ہم بعد میں اخبارات کے حوالہ سے بعض خبریں درج کریں گے یہ آخری بات وہ ہے جس کی وجہ سے مجلس ختم نبوت کے رہنماؤں میں شدید اختلافات پیدا ہو چکے ہیں۔ لیکن سردست ہم ان کی تفصیلات میں نہیں جانا چاہتے۔ ان کی ایسی حرکتوں کی تفاصیل اخبارات میں چھپتی رہتی ہیں اور بہت سے لوگ ان مولویوں کی اس کمزوری سے واقف ہیں۔

جہاں تک جماعت احمدیہ کے خلاف ان ملاؤں کے پروپیگنڈہ کا تعلق ہے تو ہم مخالفت سے گھبرانے والے نہیں۔ ان کا سراسر جھوٹ اور افتراء پر مبنی پراپیگنڈہ ہمارے حق میں کھاد کا کام دیتا ہے اور سعید فطرت شریف النفس لوگ جب ان کے جھوٹ پر اطلاع پاتے ہیں تو خود بخود ان کے دل ان سے متنفر ہو جاتے ہیں اور وہ سچائی کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ چنانچہ خدا کے فضل سے بڑی کثرت سے سے اب لوگ ان ملاؤں کے جھوٹ اور فتنہ انگیزی کی وجہ سے ان کی حرکتوں سے بیزار ہو کر سچائی کی طرف راغب ہیں۔ ہم صرف اخباری خبروں کے حوالے سے بتانا چاہتے ہیں کہ ان کا جو یہ مقصد تھا کہ تمام مسلمانوں کو ختم نبوت کے پلیٹ فارم پر اکٹھا کرنا ہے اس میں یہ کس حد تک کامیاب ہوئے ہیں۔ مختلف مولویوں نے کئی ماہ پہلے ہی برطانیہ کے مختلف شہروں کا دورہ شروع کر دیا تھا۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کی کانفرنس کے لئے پروگرام مولوی یوسف لدھیانوی نے ترتیب دیا۔ چنانچہ روزنامہ جنگ لندن اپنی ۱۰ اگست کی اشاعت میں لکھتا ہے:

"مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر مولانا محمد یوسف لدھیانوی نے کہا کہ مجلس تحفظ ختم نبوت میدان عمل میں آ چکی ہے۔ جماعت نے پورے یورپ میں مسلمانوں کو اس خطرے سے آگاہ کرنے کے لئے ایک مربوط پروگرام ترتیب دیا ہے۔ مولانا نے کہا جماعت نے ۴۱ پمفلٹ اور کتابچے انگریزی زبان میں ترتیب دئے ہیں جن میں قادیانیوں کے عقائد وعزائم کی نشاندہی کی گئی ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دونوں وفود پورے برطانیہ کے مختلف شہروں کا دورہ کریں گے جو ۱۴ اگست کو برمنگھم میں ہونے والی ختم نبوت کانفرنس کے لئے مسلمانوں کو دعوت دے گا"۔

○ ان کانفرنسوں کے متعلق اعلان کیا گیا کہ یہ مسلمانوں میں اتحاد کا باعث ہونگی۔ چند مولویوں کے بیانات درج ذیل ہیں۔

☆ "علماء کرام نویں عالمی ختم نبوت کانفرنس کی تیاری کے سلسلے میں انگلینڈ کے دورہ کے مراحل میں شیفیلڈ پہنچے تھے .... علماء کرام نے کہا کہ تمام علمائے کرام اور تمام مذہبی اور سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں اور کارکنوں کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مشترکہ پلیٹ فارم سے ان (یعنی جماعت احمدیہ کی۔ ناقل) سرگرمیوں کے خلاف بھرپور کام کرنا چاہئے تاکہ قیامت کے دن نبی اکرمؐ کی شفاعت حاصل ہو سکے"۔

(جنگ لندن ۱۰ اگست ۱۹۹۴ء)

☆ "خاتم النبیین کانفرنس راچڈیل کے کنوینر حافظ حبیب الرحمٰن نے کہا کہ مرکزی جمیعت اہل حدیث برطانیہ کے زیر اہتمام ہونے والی پہلی انٹرنیشنل خاتم النبیین کانفرنس اتحاد کا مظہر ہوگی"۔

(جنگ لندن ۵ اگست ۱۹۹۴ء)

☆ "ختم نبوت کانفرنس مسلمانوں کے اتحاد کے لئے سنگ میل ثابت ہوگی"۔

(بیان مولوی اللہ وسایا)

(جنگ لندن ۲۸ جولائی ۱۹۹۴ء)

☆ بیان مولوی یوسف لدھیانوی:۔

"مسلمان اتحاد سے دشمن عناصر کے عزائم کو ناکام بنا دیں"

(جنگ لندن ۱۴ اگست ۱۹۹۴ء)

☆ بیان سید عبدالمجید ندیم ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ حقوق اہل سنت والجماعت:۔

"ختم نبوت کانفرنس فرزندان اسلام کی وحدت و مرکزیت کا عظیم مظاہرہ ہوگی"۔

(جنگ لندن ۸ اگست ۱۹۹۴ء)

☆ بیان صاحبزادہ طارق محمود ناظم نشر و اشاعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت:۔

"مجلس تحفظ ختم نبوت اتحاد بین المسلمین کی داعی ہے جس کے پلیٹ فارم پر تمام مکاتب فکر اکٹھے ہو کر ناموس رسالت کے لئے قلبی وابستگی کا مظاہرہ کرتے ہیں"۔

(جنگ لندن ۸ اگست ۱۹۹۴ء)

☆ بیان مولوی ضیاء الرحمٰن فاروقی سربراہ سپاہ صحابہؓ:۔

"ختم نبوت کانفرنس مسلمانوں کی وحدت کا عملی ثبوت ہوگا"۔

(جنگ لندن ۳ اگست ۱۹۹۴ء)

☆ بیان امام کعبہ الشیخ السبیل:۔

"اب قادیانیوں کے لئے دنیا میں کسی مسلمان ملک میں کوئی جگہ نہیں۔ قادیانی فتنہ کا خاتمہ عالم اسلام کی مشترکہ ذمہ داری ہے"۔

(جنگ لندن یکم اگست ۱۹۹۴ء)

ان بیانات کا نتیجہ کیا نکلا ؟؟؟۔ اتحاد کی تمام کوششوں کے باوجود ملک میں تین کانفرنسیں منعقد ہوئیں۔ کانفرنسوں کے اختتام پر پروپیگنڈا کیا گیا کہ یہ بہت کامیاب رہیں۔ مبارکبادیں دی گئیں مگر کہاں تک مقاصد میں کامیاب رہے ؟۔ جمیعت علمائے برطانیہ میں اختلافات اور انتشار سے متعلق ذیل کی خبر ملاحظہ فرمائیں:۔

جمیعت کے اندر نئے انتخابات کروائے جائیں...... محفوظ الرحمٰن

برمنگھم (پ ر) "جمیعت علمائے برطانیہ کے مرکزی رہنما قاری محفوظ الرحمٰن جلالی نے اپنے ایک بیان میں اہلسنت والجماعت میں اختلافات اور خلفشار پر اپنے گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ جمیعت کی موجودہ قیادت نے جمیعت کو جو پہلے ہی دو حصوں میں تقسیم ہو چکی تھی مزید ایک اور گروپ میں تقسیم کرنے میں معاملہ فہمی کا ثبوت نہیں دیا انہوں نے کہا کہ اختلافات کو دور کرنے کے لئے کسی کو جماعت سے خارج کر دینا مسئلہ کا حل نہیں بلکہ اس سے معاملہ مزید بگڑ جاتا ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ جمیعت کے مرکزی آفس کا انچارج ایسے شخص کو مقرر کیا گیا ہے جو تنازع کی اصل وجہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر جماعت کے اندر نئے انتخابات نہ کروائے گئے تو تمام کارکنان جمیعت اختیارات کو اپنے ہاتھ میں لے کر جماعت کے اندر خود انتخابات کروائیں گے"۔

(جنگ لندن، ۲۵ اگست ۱۹۹۴ء صـ ۳)

☆ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میں اختلافات و انتشار کے متعلق ذیل کی خبریں ملاحظہ ہوں:۔

اخبار وطن ویک اینڈ لندن اپنی ۲۶ اگست ۱۹۹۴ء کی اشاعت میں لکھتا ہے:

ختم نبوت کانفرنس میں ہڑبونگ کی ذمہ داری کس پر ہے؟

یوتھ سنٹر کے صدر اور سیکرٹری کی طرف سے اظہار احتجاج

بریڈفورڈ (نمائندہ وطن) یونائٹڈ اسلامک یوتھ سنٹر کے صدر شیخ محمد اقبال اور سیکرٹری حاجی رستم خان نے ایک بیان میں دعویٰ کیا ہے کہ تحریک ختم نبوت کے ایک سرکردہ ممبر حاجی یعقوب عبدالرحمٰن باوا نے دھمکی دی ہے کہ اگر ان کے خلاف کوئی کاروائی کی گئی تو وہ اپنی "ذاتی تحریک ختم نبوت" کا اعلان کر دیں گے۔

شیخ محمد اقبال اور حاجی رستم خان نے چودہ اگست کو برمنگھم میں ختم نبوت کانفرنس کے موقع پر عالمی مجلس ختم نبوت کے نائب امیر مرکزیہ مولانا محمد یوسف لدھیانوی کی تقریر کے دوران ہڑبونگ اور کانفرنس میں دیگر بدانتظامیوں کی ذمہ داری حاجی یعقوب عبدالرحمٰن باوا پر ڈالی ہے"۔

اس کے بعد اس تحریک کے بہت سے لیڈروں کے نام لکھنے کے بعد مطالبہ کیا گیا ہے کہ "حاجی یعقوب الرحمٰن باوا کو کراچی یا افریقہ واپس بھیج دیں کیونکہ ان کی وجہ سے برطانیہ میں ختم نبوت کی تحریک کو فائدے کی بجائے نقصان ہو رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ختم نبوت جماعت تمام مسلمانوں کی نمائندہ جماعت ہے۔ لہذا ہر مسلمان کو اس جماعت کی تصحیح کے لئے اپنی رائے کے اظہار کا حق حاصل ہے۔

حاجی رستم خان نے برطانیہ کی مشہور اور فعال جماعتوں ورلڈ اسلامک فورم، جماعت علمائے برطانیہ (ربانی گروپ)، مرکزی جمیعت علمائے برطانیہ اور جمیعت علماء اسلام برطانیہ سے بھی اپیل کی ہے کہ ختم نبوت کانفرنس کے لئے اپنے اختلافات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے متحد ہو کر کام کریں۔

سنٹر کے چیئرمین نے کہا کہ ہم نے مجبور ہو کر تمام رہنماؤں کو مطلع کیا ہے اس لئے کہ ہم نے اس سے قبل باوا صاحب کے خلاف شکایت خط کے ذریعے رہنماؤں کو پہنچائیں مگر بار بار کے خط پر کوئی جواب نہیں آیا صرف دو رہنماؤں نے ہم سے وعدہ کیا ہے کہ ختم نبوت سے باوا کو افریقہ بھیج دیں گے لیکن جب باوا سے بات کی گئی تو انہوں نے دھمکی دی کہ اگر مجھے فنڈ کے حساب یا واپس بھیجنے کے لئے زور ڈالا تو میں اپنی ذاتی ختم نبوت کا اعلان کر دوں گا۔ اس لئے ہم نے میڈیا کا راستہ اختیار کیا کیونکہ ہم جماعت کو سالانہ فنڈ دیتے ہیں"

باقی صفحہ نمبر ۱۴ پر ملاحظہ فرمائیں

NEW AND SECOND-HAND SPARES
SPECIALISTS IN JAPANESE CARS ALL MODELS
TJ AUTO SPARES
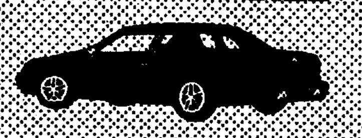
376 ILFORD LANE,
ILFORD, ESSEX
081 478 7851

CAN YOU SERIOUSLY AFFORD TO TRAVEL BY AIR WITHOUT FIRST CHECKING OUR PRICES? PHONE US FOR A QUOTE
ATLAS TRAVEL
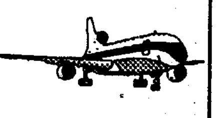
THE TRAVEL AGENTS YOU CAN TRUST
061 795 3656
493, CHEETHAM HILL ROAD,
MANCHESTER, M8 7HY

کلام گوہر

(پروفیسر ڈاکٹر پرویز پروازی)

حضرت مولانا ذوالفقار علی خان گوہرؓ، برصغیر کے مشہور سیاسی خانوادے کے فرد تھے۔ ان کے چھوٹے بھائی مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی دونوں سیاسی میدان کے شہسوار تھے۔ ان کی والدہ "بی اماں" اپنے وقت میں سارے ہندوستان کی اماں مشہور تھیں۔۔۔ "بولیں اماں محمد علی کی جان بیٹا خلافت پر دے دو" یہ مصرعہ تحریک خلافت کے دنوں میں بچے بچے کی زبان پر تھا۔ مگر حضرت مولانا گوہر صاحب نے ایک علیحدہ میدان میں نام پیدا کیا اور دین کو دنیا پر مقدم کر کے قادیان کی بستی میں دھونی رما کر بیٹھ گئے۔

حضرت مولانا ذوالفقار علی خان گوہرؓ، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ ۱۹۰۰ء میں تحریری بیعت کی اور ۱۹۰۴ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ اس وقت آپ انگریزی عملداری میں تحصیلدار کے عہدہ پر فائز تھے۔ پھر ریاست رامپور نے انہیں محکمہ آبکاری کا افسر اعلیٰ بنا کر اپنے ہاں بلا لیا۔ ۱۹۱۸ء میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وقف کی تحریک فرمائی تو ۱۹۲۰ء میں پنشن لے کر خدمت دین کے لئے قادیان میں حاضر ہو گئے! ۱۹۳۰ء میں والی ریاست رامپور نے حضور کی خدمت میں درخواست کر کے ان کی خدمات طلب کیں۔ حضور نے اجازت دے دی۔ اس وقت تک خان صاحب ناظر امور عامہ اور اس کے بعد کئی سال تک ناظر اعلیٰ کے طور پر خدمت کر چکے تھے۔ خان صاحب پانچ برس تک رامپور میں خدمت کرنے کے بعد واپس قادیان آ گئے اور تقسیم ملک تک مختلف حیثیتوں میں خدمت کرتے رہے!

شعر و سخن کے دلدادہ تھے۔ فصیح الملک داغ دہلوی کے شاگرد تھے۔ ان کے کلام سے داغ کی بے ساختگی پھوٹی پڑتی ہے۔ احمدیت کے دائرہ میں آنے سے قبل معاملہ بندی کے شعر بھی کہتے ہوں گے مگر بعد کے کلام میں معاملہ بندی کا رنگ بھی تصوف میں گم ہو گیا۔ قبلہ پروفیسر حبیب اللہ خان صاحب نے کلام گوہر کے مرتب کی حیثیت سے جو دیباچہ لکھا ہے اس میں خاص طور سے لکھا ہے کہ ان کے ہاں شاعری کے روایتی موضوعات مثلاً خیالی محبوب کے حسن و جمال کا تذکرہ، گل و بلبل کی داستان، ساغر و مینا کی توصیف وغیرہ قریباً ناپید ہیں۔ مگر انہیں شاید اس بات کا خیال نہیں رہا کہ انکے اسلوب میں وہ رچاؤ موجود ہے جو ان معاملات کا لازمی نتیجہ ہوتا ہے۔ داغ کا یہی تو رنگ ہے کہ بات ہر پھر کر محبوب کے حسن کی طرف آ جاتی ہے۔ محبوب سے چھیڑ چھاڑ داغ اور داغ کے شاگردوں کا خاص رنگ ہے۔ یہ مثال ملاحظہ کیجئے گا۔ یہ نظم الفضل میں ۱۹۲۶ء میں چھپی ہوئی ہے۔

فضل و کرم سے اپنے تو پھر ہمیں اے خدا سنا
مردوں کو زندہ کر دیا جس نے وہی ندا سنا

کس کو سناؤں کیا کہا؟ کس کو بتاؤں کیا سنا
جسکو کہا بھلا کہا، جس سے سنا برا سنا!

درد دل اے خدا مرا کون سنے گا اس طرح
میں نے ذرا ذرا کہا، تو نے ذرا ذرا سنا!

بات کی لوٹ پھیر میں رنج کا احتمال ہے
آپ نے جو کہا کہا، بندہ نے جو سنا، سنا!

اس نظم میں غزل کے سارے رویے، معاملہ بندی کے سارے حیلے موجود ہیں اور قافیے بولتے ہیں۔ اس لئے دیکھنے میں گل و بلبل یا حسن و عشق کے لفظ ناپید ہیں مگر در حقیقت بات غالب تک پہنچتی ہے کہ:

ہر چند ہو مشاہدہ حق کی گفتگو
بنتی نہیں ہے بادہ و ساغر کہے بغیر

گوہر صاحب دہلی کے دبستان سے منسلک تھے مگر ان کے ہاں رعایت لفظی کا وہ قرینہ بھی ہے کہ لکھنؤ والوں کے ہاں بھی کیا ہو گا:

میرے اظہار تمنا پر وہ بگڑے تو مگر
اس لب شیریں سے میٹھا ہو گیا کڑوا جواب!

داغ دہلوی، اردو شاعری میں استادانہ روایت کے آخری علمبردار تھے۔ بیسویں صدی کی پہلی دہائی کا کوئی شاعر ہی ایسا رہا ہو گا جس نے داغ سے تلمذ نہ کیا ہو۔ خود حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے بھی داغ سے تلمذ کی خواہش کی تھی۔ داغ میں آخر وہ کونسی بات تھی کہ ہر شعر کہنے والا اصلاح کی خاطر ان کی طرف دوڑتا تھا؟

داغ نے زبان میں وہ چاشنی اور بیان میں وہ لذت پیدا کی کہ باید و شاید۔ ان کا کلام اس سادگی اور پرکاری کی وجہ سے زبان زد خلائق ہوا۔ ان کا بچپن قلعہ معلیٰ میں گزرا تھا اس لئے ان کے ہاں بیگماتی محاورات بے ساختگی سے وارد ہوتے تھے۔ وہ زبان اور محاورہ کو برتنا جانتے تھے۔ گہرے فلسفیانہ مضامین ان کے ہاں ناپید ہیں مگر زبان کی برجستگی ان کے شعروں کو چار چاند لگا دیتی ہے۔ یوں لگتا ہے وہ اپنے محبوب سے روبرو بے تکلفی سے گفتگو کر رہے ہیں جس میں دونوں طرف کی لاگ لپٹ موجود ہے۔ یہ شعر داغ کے رنگ کا اعلیٰ ترین نمونہ سمجھا جاتا ہے:

خاطر سے یا لحاظ سے میں مان تو گیا
جھوٹی قسم سے آپ کا ایمان تو گیا

مولانا گوہر کے ہاں داغ کی یہ خصوصیت، خصوصیت سے موجود ہے کہ وہ محاوروں کو برتنا جانتے ہیں:

نکال ورطہ بے چارگی سے اے مولیٰ
ہمارا کام ہو اور تیرا نام ہو جائے!

خدا کی مہربانی ہے تو بیڑا پار ہے گوہر
زمانہ کیا بگاڑے گا مرا نامہرباں ہو کر

بھٹکے ہوئے ہیں راہ محبت سے یہ ناداں
اے خضر طریقت انہیں رستے پہ لگا دے

ہونے لگا احساس تمہیں حسن کا اپنے
تم ہو گئے اور سے کچھ نام خدا اور!

دم بھر نہیں قرار انہیں ایک حال پر
بھر دی ہے کوٹ کوٹ کے شوخی بدن میں کیا

دیکھا ہے کس نے گھور کے ساقی کی بزم میں
یہ آگ سی لگی ہے مرے تن بدن میں کیا

—○○—

جاتا ہے گوہر حزیں آئے نہ آئے دیکھئے
بخش دو اس غریب کو دوستو سب کہا سنا!

—○○—

شستگی اور رفتگی کا لطف لینا ہو تو یہ غزل دیکھئے جو شروع سے آخر تک معاملہ بندی کے مضمونوں سے لبریز ہے:

سنبھلی نہ مجھ نحیف سے تیر نظر کی چوٹ
دل کی اگر بچائی تو کھائی جگر کی چوٹ

تیغ نگہ کی چوٹ تھی، تیر نظر کی چوٹ
دل پر پڑی، خبر نہیں پہلے کدھر کی چوٹ

آئینہ آپ دیکھ کے خود محو ہو گئے
کھاتے نہ کیوں مزے سے کہ تھی اپنے گھر کی چوٹ

آخری شعر تو ان کی استادانہ چابک دستی کا غماز ہے۔ داغ بھی سنتے تو سر دھنتے۔ بعض غزلوں میں مرکب ردیف اختیار کی گئی ہے۔ ردیف نباہنا بڑی چابک دستی چاہتا ہے اور مرکب ردیف سے عہدہ برآ ہونا استادانہ مہارت کا متقاضی ہے۔ گوہر صاحب اس کڑی منزل سے بھی بہت آسانی سے گزر گئے ہیں۔ نظر کی چوٹ اور جگر کی چوٹ کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ آپ نے اداؤں کا مزاج اور جفاؤں کا مزاج والی ردیف بھی خوب نباہی ہے۔

ان مریضوں پہ قضا روئے نہ کیوں جن کے طبیب
جانتے ہیں نہ مرض کا نہ دواؤں کا مزاج

اور اس غزل کے مقطع میں تفنن کے باوصف کیا خوب صورت محاورہ باندھا ہے۔

ریڈیو کی یہ کرامت ہے کہ جس نے گوہر
بانسوں اونچا کیا اب نغمہ سراؤں کا مزاج

[ریڈیو نے تو ان کا مزاج بانسوں اونچا کیا تھا۔ سیٹلائٹ نے ان کا مزاج عرش معلیٰ پر پہنچا دیا ہے]

حد یہ ہے کہ چار لفظی ردیف بھی بہت چابک دستی سے برتی ہے۔ ردیف ہے "یہ سب ہیں تلامیذ" ایسی کڈھب ردیف کے حشو ہونے کا احتمال رہتا ہے مگر گوہر صاحب نے بارہ شعروں کی غزل میں کہیں بھی ردیف کو گونگا نہیں ہونے دیا۔

غنچہ ہو، مہ نو ہو، شفق ہو کہ حنا ہو
تیرے لب گلنار کے یہ سب ہیں تلامیذ!

اساتذہ کی زمینوں میں شعر کہنا بڑی جگر کاوی کا کام ہے۔ غالب کی زمین میں گوہر کی غزل کے تیور دیکھئے۔ غالب کی زمین ہے:

حیراں ہوں دل کو روؤں کہ پیٹوں جگر کو میں

اس زمین میں بھی گوہر صاحب نے کہا:

درماں سمجھ رہا ہوں جنوں کے اثر کو میں
دشمن بناؤں سر کو نہ توڑوں جو گھر کو میں

حیراں ہوں کیا کروں کہ ابھی سے ہے بد حواس
دل اپنا دوں کہ اپنی زباں نامہ بر کو میں

حیراں ہوں اضطراب دل درد مند سے
سمجھاؤں کس دلیل سے اس بے خبر کو میں!

مولانا ذوالفقار علی خان گوہر نے اپنی تمام فنکارانہ چابک دستیاں جماعت احمدیہ کے علم کلام کی ترویج کے لئے وقف کر دیں۔ کہیں " جماعت احمدیہ سے خطاب کیا:

اے قوم آنکھ کھول، سنبھل، ہوشیار ہو!

☆ کہیں ڈاکٹر اقبال کو للکارا:

نہ تو عارف نہ مجدد نہ محدث نہ فقیہہ
تجھ کو معلوم نہیں کیا ہے نبوت کا مقام!

☆ کبھی فتح اسلام کے مژدے سنائے:

آخری جنگ ہے یہ نور کی اور ظلمت کی
فتح اسلام کا پھر مژدہ سنا دے پیارے

☆ کہیں مبلغین سلسلہ کے لئے الوداعی نظمیں کہیں اور کہیں تبلیغ سے واپس آنے والوں کی راہ میں آنکھیں بچھائیں۔

اے در بے بہائے عدن میں آ

غرض گوہر صاحب نے کلام زبان و بیان کے اعتبار سے شستہ و رفتہ اور مضامین و مطالب کے لحاظ سے شرار جستہ کا حکم رکھتا ہے اور جماعت کے ادب کا بے بہا سرمایہ ہے۔

خریداران سے گزارش

اپنے پتہ کی تبدیلی یا تصحیح کے لئے اطلاع دیتے وقت ایڈریس لیبل پر درج AFC حوالہ نمبر ضرور درج کریں شکریہ

(مینیجر)

MOST AUTHENTIC
INDIAN FOOD
GRANADA
TAKE AWAY
202 ROUNDHAY ROAD
LEEDS
TELEPHONE 0532 487 602

AUTO REPAIRS
ANY AUTO ELECTRICAL
OR MECHANICAL REPAIRS
ALL CAR MODELS AND MAKES
FOR FURTHER INFORMATION CALL
NASEER AHMAD KHALID
ON:
(081) 789 1913

دل کے امراض

پاکستان کے مشہور ماہر قلب بریگیڈیر ڈاکٹر مسعود الحسن صاحب نوری، ایف۔ آر۔ سی۔ پی۔ ایڈمبرا نے فضل عمر ہسپتال ربوہ میں دل کے امراض اور ان کی احتیاطی تدابیر پر ایک لیکچر دیا۔

مکرم ڈاکٹر مسعود الحسن صاحب نوری پاکستان کے جانے پہچانے ماہر قلب ہیں جنہوں نے بہت تھوڑے عرصے میں ملک گیر شہرت حاصل کر لی ہے۔ آپ اس وقت ہارٹ سپیشلسٹ کے طور پر بطور پروفیسر آف کارڈیالوجی آرمی میڈیکل کالج میں خدمت انجام دے رہے ہیں۔ آپ اپنے جذبہ خدمت خلق، پروفیشنل مہارت اور تجربہ اور خلوص کے باعث ہمیشہ سرفہرست رہے ہیں۔

مکرم ڈاکٹر مسعود الحسن صاحب نوری نے اپنا لیکچر انگریزی میں دیا۔ اس کا جو خلاصہ روزنامہ الفضل ربوہ کے ۲۲ اگست کے شمارہ میں شائع ہوا وہ الفضل ربوہ کے شکریہ کے ساتھ ہدیہ قارئین ہے۔ (مدیر)

مکرم ڈاکٹر مسعود الحسن صاحب نوری نے اپنے لیکچر میں بتایا کہ دل کے امراض سے دنیا بھر میں سب سے زیادہ لوگ ہلاک ہوتے ہیں دوسرے نمبر پر جس وجہ سے لوگ مرتے ہیں وہ سڑکوں کے حادثات ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ دل کے امراض کے تین بڑے سبب ہیں۔ (۱) ہائی بلڈ پریشر، (۲) سگریٹ نوشی اور (۳) خون میں کلیسٹرول کا بڑھنا۔

انہوں نے کہا کہ آج کے ترقی یافتہ دور میں انسان کو جوں جوں آسائشیں ملتی جاتی ہیں اس کی زندگی کا رخ بدل رہا ہے۔ اب جسمانی ورزش بہت کم رہ گئی ہے۔ دنیا میں تفکرات بڑھ گئے ہیں۔ دل کی بیماریوں کی وجوہات میں موٹاپا، جسمانی ورزش یا حرکات کی کمی، سگریٹ، الکحل (شراب نوشی)، ہائی بلڈ پریشر ایسی چیزیں ہیں جن سے بچا جا سکتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب موصوف نے سلائیڈز کے ذریعے اپنے لیکچر کے اہم نکات کی وضاحت فرمائی۔ آپ نے بتایا کہ ۴۰ سال کی عمر کے بعد پانچ میں سے ایک مرد کو دل کی بیماری ہوتی ہے۔ جب کہ ۱۷ میں سے ایک عورت کو دل کی تکلیف ہوتی ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مردوں کی نسبت عورتوں کو دل کی تکلیف کم کیوں ہوتی ہے۔ اس پر جب تحقیق کی گئی تو ڈاکٹر اس نتیجہ پر پہنچے کہ عورتوں کے مخصوص ہارمونز دل کی بیماریوں میں روک بنتے ہیں۔ چنانچہ تجربہ کیا گیا کہ دل کے مریض مردوں کو عورتوں کے ہارمونز کے ٹیکے لگائے گئے۔ اس سے ان کی دل کے مرض تو ٹھیک ہو گئے مگر وہ مردانہ خصوصیات کھو بیٹھے اور وہ نہ مرد رہے نہ عورت۔

ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ جن کو دل کی تکلیف ہو ان کے لئے احتیاطی اقدامات یہ ہیں کہ وہ مثلاً پاکستان اور جرمنی کا ہاکی میچ دیکھتے ہوئے احتیاط کریں ایسے ہی موقع پر مجھے قریباً ایک درجن فون کالیں موصول ہوئیں کہ ہمارے سینے میں درد ہو رہا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ دل کے مریض کو دباؤ Stress کے مواقع سے بچنا چاہئے۔

اسی طرح سخت سردی میں باہر نکلنے سے بھی گریز کرنا چاہئے اور اگر ایسے مواقع آ جائیں تو دل کے دورے کے اثرات کے مقابلہ کی دوا ہر وقت پاس ہونی چاہئے۔ انہیں چاہئے کہ بلڈ پریشر کو نارمل رکھیں کیونکہ ہائی بلڈ پریشر دل کے علاوہ دماغ کی شریان پھٹنے اور گردوں کے عمل کو نقصان پہنچانے کا بھی موجب بنتا ہے۔ دل کے مریض کو چاہئے کہ وہ آدھ گھنٹہ روزانہ ورزش ضرور کر لیا کریں۔ ہفتہ میں اگر روزانہ نہ کر سکیں تو تین چار دن ضرور کریں۔ عام آدمی بھی اگر اس پر عمل کر سکیں تو دل کی بیماری سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ مجھ سے جب بھی دل کی بیماری سے بچے رہنے کے طریق پوچھے جاتے ہیں تو میں بتاتا ہوں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا طریق اختیار کریں۔ آپؐ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ روزانہ فجر کے بعد نصف گھنٹہ سے لے کر چالیس منٹ تک سیر کیا کرتے تھے۔ اس میں آپؐ تیز قدم اٹھاتے ہوئے چلا کرتے تھے۔ چودہ سو سال پہلے ہمیں یہ باتیں بتائی گئیں جو آج ڈاکٹر بتاتے ہیں۔ اس میں غور کریں کہ اس سیر کے نکات کیا تھے۔ صبح کے وقت پیٹ خالی ہوتا ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ ورزش خالی پیٹ کرنی چاہئے یا صبح کے وقت یا شام کے وقت۔ کھانا کھانے کے بعد ورزش کرنا صحت کے لئے سخت خطرناک ہو سکتا ہے۔ صبح کی سیر کے وقت فضا میں اوزون زیادہ ہوتا ہے۔ اس میں اس وقت آکسیجن کے تین مالیکیول ہوتے ہیں گویا آپ ایک سانس میں ۵۰ فیصد سے زیادہ آکسیجن حاصل کرتے ہیں۔ یہ کیفیت دن کے دوسرے حصوں میں حاصل نہیں ہوتی۔ اس وقت دل و دماغ کو زیادہ آکسیجن حاصل ہوتی ہے۔

اس سیر کی دوسری بات یہ ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم بہت تیز چلا کرتے تھے۔ اس سیر میں تیزی سے چلنا ضروری ہے۔ اس سے دل کی بند نالیاں کھل جاتی ہیں پھر یہ ہے کہ ساتھیوں کی موجودگی میں سیر کریں۔ اس کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ سیر میں تسلسل برقرار رہتا ہے۔

مگر ڈاکٹر نوری صاحب نے بتایا کہ دل کے درد انجائنا کی علامت بائیں بازو میں درد ہے۔ اس کے علاوہ جبڑے میں نچلے طرف بھی درد ہو سکتا ہے۔ انہوں نے ایک دلچسپ واقعہ بتایا کہ ایک دفعہ ایک شخص کو جبڑے کے نچلے حصے میں درد تھا وہ دانتوں کے ڈاکٹر کے پاس گیا جس نے اس کا ایک دانت نکال دیا۔ درد پھر بھی کم نہ ہوا تو اس نے سوچا کہ غلط دانت نکال دیا ہے چنانچہ اس نے ساتھ والا دانت بھی نکال دیا پھر بھی آرام نہ ملا تو اس نے ایک اور دانت نکال دیا۔ حتیٰ کہ جبڑا دانتوں سے خالی ہو گیا اور درد جاری رہا تو اس کو ماہر امراض قلب نے بتایا کہ تمہیں دل کی تکلیف ہے جس کی وجہ سے جبڑے میں درد ہو رہا ہے۔

مکرم ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ دل کے امراض کا ایک سبب جلد بازی میں کھانا، انتہائی مصروفیت میں کام کرنا، ایک شخص کے سپرد بہت سی ذمہ داریوں کا ہونا۔ اس سے دل پر بوجھ پڑتا ہے جو دل کی بیماری میں بدل سکتا ہے۔

دل کے امراض سے بچاؤ میں وائٹ میٹ یعنی مچھلی کا گوشت خاص کردار ادا کرتا ہے۔ قطب شمالی کے علاقے میں جہاں زندگی بے حد ست رفتار ہے۔ ورزش نام کو نہیں وہاں دل کے امراض موجود نہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ وہاں کے لوگوں کی خوراک کا روزانہ جزو مچھلی ہے۔

مکرم ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ میں نے ربوہ میں ۱۵۰ مریض دیکھے ہیں ان سے میں نے یہاں پر دل کے امراض کی جو وجوہات اخذ کی ہیں وہ یہ ہیں:-

(۱) ورزش نہیں یا بہت ہی کم ہے۔
(۲) زندگی آسان ہے۔ سہولتیں زیادہ ہیں۔ خوراک مرغن ہے۔
(۳) سموکنگ میں اضافہ ہو رہا ہے۔ خصوصاً نوجوان اس کا زیادہ شکار ہو رہے ہیں۔
(۴) زندگی دباؤ کا شکار ہے۔ خصوصاً ایسے لوگ جن کے بچے ملک سے باہر ہیں یا دیگر ملکی حالات اور جماعتی حالات سے بھی دباؤ کا شکار ہیں۔

بعد ازاں مکرم ڈاکٹر صاحب نے حاضرین کے مختلف سوالوں کے جوابات دئے۔ ایک سوال کے جواب میں جس میں ایک مشہور شخصیت کی دل کے مرض کے ہاتھوں وفات پر حیرانی ظاہر کی گئی، ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ کسی فرد واحد کی دل کی بیماری کی مختلف وجوہات ہو سکتی ہیں۔ اس میں اس کی فیملی ہسٹری بھی ہو سکتی ہے۔ اس کے خاندان میں دل کا مرض عام ہو۔ پھر اس پر دباؤ Stress کو بھی دیکھا جائے۔ پھر یہ بھی دیکھنا ہے کہ ایسا شخص اپنی صحت کے متعلق دئے گئے مشوروں کے بارے میں کس طرح عمل کرتا ہے یا عام طور پر لاپرواہی برتتا ہے۔

بعض اور سوالات کے جواب میں ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ عورتوں میں ضبط تولید کی ادویہ Contraceptive کا زیادہ استعمال بھی دل کے امراض کو بڑھا دیتا ہے۔ اس سے جسم میں کولیسٹرول لیول بڑھ جاتا ہے۔

ایک سوال یہ کیا گیا کہ دل کے امراض میں اسپرین کا کردار کیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ امریکہ میں ۶۰ ہزار مریضوں کو ڈاکٹروں نے اسپرین کھانے کی ہدایت کی۔ نصف کو باقاعدگی سے کھلائی گئی اور نصف کو بہت ہی کم مقدار میں دی گئی۔ چند سال کے بعد سروے کیا گیا تو پتہ چلا کہ جنہوں نے زیادہ اسپرین کھائی وہ دل کی بیماری سے بچے رہے اور جنہوں نے بہت تھوڑی کھائی تھی ان میں دل کی تکالیف زیادہ ہوئیں۔ لیکن یہ اس صورت حال کا صرف ایک پہلو ہے۔ مزید پتہ چلایا گیا تو معلوم ہوا کہ جنہوں نے زیادہ مقدار میں اسپرین کھائی تھی ان پر برین ہیمرج کا حملہ زیادہ ہوا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ اسپرین کا استعمال بھی دیکھ بھال کر کرنا چاہئے۔ صرف دوائیوں کی کمپنیوں کی اشتہار بازی سے مرعوب نہیں ہونا چاہئے۔

بقیہ تحسبھم جمیعًا ... از صہ ۱۲

☆ اور اخبار وطن لندن کی ۹ ستمبر ۱۹۹۴ء کی اشاعت میں خبر ہے:-

"بریڈفورڈ (پ ر) متحدہ یوتھ سنٹر کے چیرمین حافظ عبدالرحمان نے برطانیہ کے علماء اور مذہبی جماعتوں کے رہنماؤں سے اپیل کی ہے کہ موجودہ کشمکش کی صورتحال کو ختم کریں۔ انہوں نے اس بات پر افسوس ظاہر کیا کہ گذشتہ ہفتے جمعیت علماء برطانیہ کی توحید و سنت کانفرنس بریڈفورڈ میں ہوئی جس میں چار سو کے قریب لوگوں نے شرکت کی اور اسی مبارک موقع پر برطانیہ کی جماعت اور مخالفین کو گالیاں دی گئیں۔

حافظ عبدالرحمٰن نے کہا کہ ہم لوگوں نے حاجی یعقوب عبدالرحمٰن باوا کو کئی بار سمجھایا کہ ختم نبوت مشن کو سیاست کی بھینٹ نہ چڑھائیں۔

انہوں نے کہا کہ اگر ختم نبوت مشن برطانیہ کو ناکام بنایا گیا تو اس کی ذمہ داری حاجی یعقوب عبدالرحمٰن باوا پر ہوگی"۔

○○ ۔ ہم اس پر مختصراً صرف یہ کہنا چاہتے ہیں کہ وہ مولوی جو خود افتراق و انتشار کا شکار ہیں، جن کی زندگی کا مقصد ہی دنیوی جاہ و حشمت کا حصول اور نفرتوں کی تعلیم دینا اور لوگوں کے دلوں کو پھاڑنا ہے وہ دوسروں کو کیسے متحد کر سکتے ہیں؟ اندھا اندھے کو کیا راہ دکھائے گا؟۔ زقوم کے درخت سے میٹھے پھلوں کی امید عبث ہے۔ قرآن مجید کے مطابق امت مسلمہ کا اتحاد حبل اللہ کے ساتھ وابستگی میں ہے۔ اس زمانہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں آپؐ کی پیش گوئیوں کے مطابق خدا تعالیٰ نے جس امام مہدی کو مبعوث فرمایا ہے وہی امام ہے جس کے ساتھ وابستگی کے نتیجہ میں وہ جماعت ظہور میں آ رہی ہے جو حقیقی اتحاد کی مظہر ہے اور جس کے متعلق یہ بشارت دی گئی ہے کہ "ید اللہ مع الجماعۃ" یعنی اس جماعت پر خدا کے فضل کا ہاتھ ہے۔

الفضل انٹرنیشنل کے خود بھی خریدار بنئے اور اپنے غیر از جماعت دوستوں کے نام بھی لگوائیے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔ (مینیجر)

M.A. AMINI
TEXTILES
SPECIALISTS IN:
FABRIC PRINTING
PRINTED CRIMPLENE
90" PRINTED COTTON
QUILT COVERS
PRAYER MATS, BEDDINGS
BED SETTEE COVERS
PROVIDENCE MILL
108 HARRIS STREET
BRADFORD BD1 5JA
TEL: 0274 391 832
MOBILE: 0836 799 469
81/ 83 ROUNDHAY ROAD
LEEDS, LS8 5AQ
TEL: 0532 481 888
FAX NO. 0274 720 214

MORSONS CLOTHING
Ladies and Children Clothing
Specialists in
SCHOOL UNIFORMS
Main Showrooms:
682/4 Uxbridge Road, Hayes,
Tel: 081 573 6361/7548
Kidswear Showroom:
54 The Broadway, Ruislip Road,
Greenford
Ladieswear Showrooms:
34 The Broadway, Ruislip Road,
Greenford
Children and Ladieswear
Showrooms:
51 High Street, Wealdstone

سیرت المہدیؑ کا ایک ورق

ذیل میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت کے متعلق بعض صحابہؓ کی روایات درج ہیں جو ایڈیٹر صاحب اخبار الحکم نے الحکم کے مسیح موعودؑ نمبر میں جلد ۳۸ شمارہ ۱۸ اور ۱۹ میں شائع فرمائیں:۔

حضور کی دعا کا اثر

حضرت مفتی فضل الرحمٰن صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں:۔

"۱۸۹۷ء میں مجھے ٹائیفائیڈ ہوا۔ تعلیم الاسلام ہائی اسکول کے اولین ٹیچرز میں سے میں ایک تھا۔ ایک دن عشاء کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الاول مجھے دیکھنے کے لئے آئے (مفتی صاحب کا تعلق حضرت مولوی صاحب سے قرابت کے علاوہ دامادی کا تعلق بھی تھا)۔

مولوی قطب الدین صاحب حکیم بھی ساتھ تھے۔ مولوی صاحب نے باہر جاکر کہا کہ یہ اب بچنے کا نہیں۔ میری ساس سن رہی تھی۔ وہ دوڑی دوڑی حضرت اقدس کے حضور حاضر ہوگئی۔ اور عرض کیا کہ فضل الرحمان آج بہت بیمار ہے۔ حضور نے فرمایا کہ مولوی صاحب سے کہو کہ توجہ سے علاج کریں۔ وہ کہنے لگیں کہ مولوی صاحب تو نا امید ہیں۔ حضرت نے فرمایا "ابھی تو میں نے اس سے بہت کام لینے ہیں۔ میں دعا کرتا ہوں اور جب وہ اچھا ہو جائے گا تو سر اٹھاؤں گا"۔ صبح کے وقت ماسٹر عبدالرحمان صاحب کو حضور نے بھیجا کہ جاؤ فضل الرحمان کا پتہ لاؤ۔ مجھے خبر دی گئی ہے وہ اچھا ہے۔

ماسٹر صاحب مجھے دیکھنے آئے تو ان کو بتایا گیا کہ مجھے کئی خون کے دست آئے ہیں۔ پھر ان خون کے دستوں سے میری طبیعت کا رنگ بدل گیا۔ اور میں اچھا ہو گیا۔ تریاق الٰہی جو حضور نے ان ہی دنوں تیار کرایا تھا مجھے دیا اور میں عرصہ تک اسے کھاتا رہا"۔

[نوٹ] حضرت مفتی صاحب کے حق میں وہ دعا ایسی سنی گئی کہ وہ بہت کم بیمار ہوتے ہیں اور باوجود اس کے کہ ساٹھ سال سے اوپر ان کی عمر ہے مگر وہ چالیس سال کے جوان معلوم ہوتے ہیں۔ (ایڈیٹر)۔

دربار نبوت کی صحبت کا ایک تذکرہ

حضرت میر قاسم علی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

"میں جب پہلی دفعہ قادیان حاضر ہوا مہمانخانہ میں اترا۔ اس وقت فلاسفر صاحب مہمانخانہ کے انچارج تھے۔ میرے پاس کوئی زیادہ سامان نہ تھا۔ کھانا کھانے کے بعد سوچنا شروع کیا کہ حضرت سے ملنے سے پہلے میں کس سے ملوں۔ آخر پیر سراج الحق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملا۔ چونکہ پیر صاحب کے رشتہ دار کرنال میں رہتے تھے اس لئے باتیں ہوتی رہیں۔ انہوں نے صبح کی نماز میں حضرت سے ملانے کا وعدہ کیا۔ میں نے کہا کہ اس وقت بھی کسی سے ملاؤ۔ مسجد میں آکر مولوی عبدالکریم صاحب سے انہوں نے تعارف کرایا۔ کچھ دیر باتیں ہوتی رہیں پھر میں واپس چلا آیا۔

ایک کتاب قیامت نامہ کو میں اکثر پڑھا کرتا تھا۔ اس میں اکثر مہدی کا ذکر ہوتا۔ مجھے امنگ ہوتی تھی کہ خدا کرے میں مہدی کا زمانہ پالوں اور اسے دیکھ لوں۔ وہ خزانوں کا تقسیم کرنے والا ہوگا۔ ہمیں بہت کچھ ملے گا۔ میں مہدی کی اس تقسیم کو دل میں رکھے ہوئے تھا۔ صبح کی اذان ہوئی اور پیر صاحب تشریف لائے اور مجھے ساتھ لے کر مسجد کی طرف چلے۔ خونی مہدی کی داستانیں سن کر میرے دل میں ایک خوف بیٹھا ہوا تھا۔ ہم مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ حضور دفعتہً مسجد میں تشریف لائے۔

حضور کے چہرہ مبارک کی طرف ایک نظر پڑتے ہی سارا خوف جاتا رہا اور سارے شکوک رفع ہوگئے اور دل نے چاہا کہ آپ سے لپٹ جاؤں۔

آپ نے پہلی بات جو کی وہ یہ تھی کہ "آپ کو سفر کی بہت تکلیف ہوئی ہوگی۔ آپ نے خدا کی راہ میں بڑی قربانی کی"۔ میں حضور کی قدردانی کو دیکھ کر حیران ہو گیا۔

پھر پوچھا کہ "آپ وہاں اکیلے ہیں؟" عرض کی کہ ہاں حضور! پھر فرمایا "آپ وہاں سلسلہ کے متعلق کیا کرتے ہیں"۔ میں نے عرض کی کہ یہاں کے اشتہارات وغیرہ جو وہاں جاتے ہیں ان کو خود پڑھتا ہوں اور دوستوں کو سناتا ہوں۔

پھر حضرت اقدس نے پیر صاحب کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ "یہ آپ کے ملک کے ہیں آپ ان کے مزاج سے واقف ہوں گے۔ اس لئے ان کی مہمان نوازی آپ کے ذمہ ہے۔ ان کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو"۔

اس اثناء میں ایک نابینا لڑکا یہ سن کر کہ حضرت کھڑے ہیں آگے بڑھا۔ اس نے حضور کا ہاتھ پکڑ کر السلام علیکم کہا اور بہت لمبا قصہ بیان کرنے لگا۔ حضرت اطمینان سے کھڑے ہو کر قصہ سنتے رہے۔ مولوی عبدالکریم صاحب نے حکم دیا کہ حافظ کو پکڑ لاؤ۔ مگر نابینا نے حضرت کا ہاتھ نہ چھوڑا۔ جب وہ حضرت کے پاس بیٹھ گیا تو ایک چونی نکال کر نذرانہ پیش کیا۔ حضور نے جیب سے رومال نکال کر چونی کو اس میں باندھ لیا اور پھر حضور نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ پہلے تو اس نے حضور کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا مگر اب حضور نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ پھر نماز ہوئی۔ نماز کے بعد جلد ہی سیر کے لئے تشریف لائے۔ مجھے پہلے سے پیر صاحب سے معلوم ہو چکا تھا کہ فلاں فلاں وقت حضور سے بات چیت ہو سکتی ہے۔

آپ مسجد مبارک کے نیچے کھڑے تھے کہ شور ہوا کہ حضور تشریف لے آئے ہیں۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ بھی ساتھ تھے۔ حضور کی رفتار بہت تیز ہوتی تھی۔ مولوی صاحب پیچھے رہ جاتے تو آپ ان کا انتظار کرتے تھے۔ باہر جاکر بہت سی باتیں فرماتے۔ لوگ سوال کرتے تھے آپ تقریر شروع فرما دیتے۔ میں دوڑ دوڑ کر ساتھ رہتا۔ میں نے کہا کہ حضور لوگ کہتے ہیں کہ اسلام کیوں کر پھیلے گا؟ لیکن اس بستی کا ایک انسان کہتا ہے کہ ایسا ہوگا، بھلا لوگوں کو کیسے حضور کی صداقت کا یقین آئے؟

اس روز حضور بسراواں کی طرف تشریف لے جا رہے تھے۔ حضور نے دوران گفتگو میں فرمایا کیا معلوم نہیں ہمارا الہام ہے:

بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے

الغرض اسی طرح باتیں کرتے ہوئے تشریف لے آئے۔ رات کو بعد از مغرب فرمایا:۔

" خدا نے مجھے الہام کیا تو بعض بادشاہ جو گھوڑوں پر چڑھے ہوئے تھے مجھے دکھائے گئے تھے جو کم سن بعمر دس بارہ سالہ نظر آتے تھے۔ کیا اس وقت دیکھنے والا مان سکتا ہے کہ بادشاہ بھی ادھر رجوع کریں گے۔ مگر خدا کی باتیں پوری ہونگی۔ مجھے کامل یقین ہے۔ ابھی وہ وقت نہیں آیا جیسے جب فتح مکہ کی پیش گوئی سنائی گئی تو مخالف انکار کرتے تھے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یقین کامل تھا کہ ایسا ہوگا۔

پس جب مکہ فتح ہوا اور مکہ کے لوگ قید ہوئے تو آنحضرتؐ سے ان لوگوں نے عرض کی کہ آج تو آپ بہت خوش ہونگے جبکہ آپ کے دشمن پابہ زنجیر آپ کے سامنے کھڑے ہیں۔ آپ نے فرمایا مجھے تو آج سے قبل یہ سارا واقعہ دکھایا گیا تھا آج کوئی نئی بات نہیں دکھلائی گئی۔ پس ایسا ہی مجھے میرے خدا نے پہلے سے بتا دیا ہے کون سے بادشاہ میری طرف رجوع کریں گے۔ مگر چونکہ وہ کمسن ہیں اس لئے وہ بالغ ہونگے اور مخالف دیکھیں گے۔ برکت ڈھونڈھنا ہماری وفات کے بعد ہوگا کیونکہ کپڑوں سے برکت اسی وقت ڈھونڈیں گے جب ہم دنیا میں نہ ہونگے کیونکہ کپڑوں سے برکت اسی وقت ڈھونڈھی جاتی ہے جب کپڑوں والا نہ ہو۔"

[نوٹ] حضرت میر صاحب کے اس تذکرے میں مورخین سلسلہ کے لئے حضور کی سیرت کا بہت بڑا مواد ملے گا۔ اس وقت کی صحبتوں کا پاک تذکرہ حضور کا اپنی کامیابیوں پر کامل یقین آج جبکہ احراری فتنہ بھڑک رہا ہے ہمارے لئے مشعل راہ بن سکے گا۔

(از اخبار الحکم جلد ۳۸، نمبر ۱۸، ۱۹)

بیان شیخ کعبہ پر ارتجالاً

بیان شیخ کعبہ میں ہے نفرت کی فراوانی
"چوں کفر از کعبہ بر خیزد کجا ماند مسلمانی"

جنہیں سونپی گئی ابنائے ملت کی نگہبانی
مبلغ نفرتوں کے بن گئے اے وائے نادانی!

نہ نکلی ان کے ہونٹوں سے صدا حرف صداقت کی
نہ پھیلی ان کے چہروں پر محبت کی عہد دانی!

نہ پھوٹی ان کے چہروں سے کرن مہر و مروت کی
نہ تازہ ہو سکیں ان سے روایات جہاں بانی

نہ لکھا جا سکا ان سے صحیفہ آدمیت کا
نہ پھوٹا ان کے چشموں سے خلوص و عشق کا پانی!

نہ ان سے ہو سکی خدمت کوئی ابنائے عالم کی
نہ دیکھی ان کے سینوں نے وفا کی سوختہ جانی

اگائی جا سکی ان سے نہ کھیتی کوئی تقویٰ کی
اٹھائی جا سکی ان سے نہ محنت کی گراں جانی!

مسیح وقت کی تکفیر ہی ان کا مقدر ہے
جو کچھ سکوں کے بدلے بیچ دیتے ہوں مسلمانی

(پروفیسر ڈاکٹر پرویز پروازی)

SUPPLIERS OF ALL CROCKERY, CUTLERY AND DISPOSABLE CROCKERY FOR WEDDINGS, PARTIES AND OTHER SOCIAL FUNCTIONS
ABBA

CATERING SUPPLIES
081 574 8275 / 843 9797
1A Greenford Avenue, Southall, Middx UB1 2AA

DISTRIBUTORS OF CRIMPLENE/ VELVET & POLYESTER COTTON CLOTH/ QUILTS & BLANKETS/ PILLOWS & COVERS/ VELVET CURTAINS/ NYLON & SATIN FINISH BED SPREADS/ BED SETTEE & QUILT COVERS/ VELVET CUSHION COVERS/ PRAYER MATS/ ETC. ETC DIRECT SALE TO THE PUBLIC
CROWN TEXTILES,
138 ABBEY ROAD, BRADFORD, BD8 8DP
PHONE 0274 724 331/ 488 446
FAX 0274 730 121

Al Fazl International Weekly, London
16 Gressen Hall Road, London SW18 5QL (U.K)
ISSN: 1352 9587
TELEPHONE NO. 081-870 8517
FAX NO. 081-870 1095
Vol.1 Friday, September 30, 1994 No. 39

شذرات

(م-ا-ح)

جس کا ڈر تھا وہ بات ہو کے رہی۔ بالآخر راولپنڈی ڈیویلپمنٹ اتھارٹی نے مجلس ختم نبوت کے شرپسندوں کے سامنے گھٹنے ٹیک دئے۔ عدالت ان کے گھیراؤ کے سامنے بے بس ہو گئی۔ مرکزی حکومت عین اپنے قصر اقتدار کے سائے میں ہونے والے ظلم پر ٹک ٹک دیدم دم نہ کشیدم کا مصداق بنی رہی۔ احمدیوں کی اپنی خرید کردہ زمین پر جہاں وہ گزشتہ چالیس سال سے نمازیں ادا کر رہے تھے، اسی آر۔ ڈی۔ اے کے منظور کردہ نقشہ کے مطابق تعمیر ہونے والی مسجد کو اتھارٹی کے کارکنوں نے ملاؤں کے ہجوم کے نعروں کے درمیان شہید کر دیا۔ غیر ملکی خبر رساں ایجنسیوں نے اس حادثہ کی فلمیں بنائیں۔ راہ چلتے، بیرونی سفارتکاروں نے تصویریں کھینچیں، عوام حیران ہوئے شرم و حیانے اپنا منہ ڈھانپ لیا۔ اسلام، سلامتی، امن اور رواداری کے جھوٹے دعوے کرنے والوں کے سیاہ چہرے دنیا بھر میں بے نقاب ہوئے۔ وہ جو بلند بانگ آدرشوں کے حوالے سے اجودھیا کی بابری مسجد کے انہدام پر واویلا کر رہے تھے انہیں خود اپنے گھر میں یہ بہیمیت دیکھ کر مگر مچھ کا ایک آنسو تک بہانے کی توفیق نہ ملی۔

بہر صورت، جو ہوا سو ہوا۔ احمدیوں نے جس حد تک ممکن تھا خدا تعالیٰ کے اس گھر کو آباد رکھنے اور اس کے در و دیوار کی حفاظت کی کوشش کی۔ اب اس کے بعد گھر جانے اور گھر والا جانے۔

افوض امری الی اللہ۔ ان اللہ بصیر بالعباد۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ

اس شرمناک کاروائی کے باوجود ابھی ان جگر سوختہ ملاؤں کے سینہ کی آگ ٹھنڈی نہیں ہوئی۔ حکومت وقت کے پالتو ان خونخوار بھیڑیوں نے امن پسند اور مجبور احمدیوں کے مزید خون کا مطالبہ کیا ہے۔ مقامی روزنامہ جنگ کی ایک خبر ہے:

"قادیانیوں کو کمپلکس کے ملبے پر عبادت کرنے سے روکا جائے"۔

(مجلس تحفظ ختم نبوت)

"راولپنڈی (پ پ) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اجلاس میں ضلعی انتظامیہ سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ وہ قادیانیوں کو قادیانی کمپلکس کے ملبے پر نماز پڑھنے سے روکے کیونکہ اس سے مسلمانوں کی دلآزاری ہوتی ہے

.... راولپنڈی اسلام آباد کے جید علماء نے ضلعی انتظامیہ سے مطالبہ کیا ہے کہ قادیانیوں کو مسمار شدہ کمپلکس جانے سے روکا جائے۔ اگر اس ضمن میں کوئی نقصان ہوا تو اس کی ذمہ داری قادیانیوں پر ہوگی"

(جنگ لندن ۱۹ ستمبر ۱۹۹۴ء)

ان سنگدلوں کی دل آزاری کے کیا کہنے، یہ تو انہی وقتوں سے ہوتی آئی ہے جب سے انہوں نے کلمہ حق کو دبانے اور اللہ کے نور کو پھونکیں مارنے کا منصب سنبھالا ہے۔ جب سیدنا ابو بکرؓ اپنے گھر کی چار دیواری کے اندر عبادت اور تلاوت کرتے تھے تب بھی ان کی دل آزاری ہوتی تھی اور جب مسلمان اپنے گھروں کو جاتے نظر آتے تھے۔ تب بھی انہیں اشتعال آتا تھا۔

سید ولد آدم فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کی حالت میں دیکھ کر یہ جل بھن جاتے تھے۔ اب مسجد کو مسمار کرنے کی سنت ابو جہل تو انہوں نے پوری کر لی ہے اب ملبے پر نماز پڑھنے والے احمدیوں کے گلے میں پٹکے ڈال کر مروڑیں تو عقبیٰ بن ابی معیط کی تقلید بھی ہو جائے اور کفر کی سنت تام کی تعمیل بھی۔

اخبار کی اسی اشاعت میں ایک دلچسپ خبر اور بھی ہے۔ لاہور کے ہندوؤں کے نمائندے مہاشہ ڈیوڈ داس نے حکومت پاکستان کا شکریہ ادا کیا ہے کہ وہ اقلیتوں پر بہت مہربان ہے اور انہیں مکمل مذہبی آزادی حاصل ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ مسٹر داس کے بیان کے مطابق بابری مسجد کے سانحہ کے بعد لاہور سے آٹھ ہزار ہندو نقل مکانی کر گئے تھے۔ گزشتہ دو سالوں میں لاہور میں (ان کے کہنے کے مطابق) ہزاروں مندر تباہ کر دئے گئے ہیں (ان کو ڈھانے والوں میں خود اپنے ہاتھ سے گینتی چلانے والے وزیر مملکت راجہ نادر پرویز بھی شامل تھے۔ (روزنامہ پاکستان ۱۲ دسمبر ۱۹۹۲ء)۔ ان کے مردے جلانے کے لئے اب لاہور میں کوئی شمشان گھاٹ نہیں (راوی کے کنارے جو ایک تھا اس پر ہل چل چکا ہے اور ایک بڑے دردمند سیاسی راہنما کے لئے گوبھی اگائی جاتی ہے)۔ اس لئے وہ اپنی میتیں جلانے کے لئے کراچی لے جانے پر مجبور ہیں۔

اب اگر ایسی ہی مذہبی آزادی حکومت ہندوستان وہاں کے مسلمانوں کو بھی دے دے تو ہر طرف امن و امان کا دور دورہ ہو جائے۔ دہلی کی جامع مسجد کے امام بخاری بھی راضی اور مہاشے داس بھی خوش۔ انسانی حقوق والے بھی مطمئن اور عالمی برادری بھی بے فکر ہو جائے۔

تین احمدی مربیان کو قید و جرمانے کی سزا

(پریس ڈیسک) پاکستان سے بذریعہ فیکس اطلاع موصول ہوئی ہے کہ مورخہ ۲۱ ستمبر ۱۹۹۴ء کو دن کے ساڑھے گیارہ بجے اسسٹنٹ کمشنر کوئٹہ کی عدالت نے جماعت احمدیہ کے تین مربیان مکرم مبارک احمد صاحب ناصر مربی سلسلہ سکھر، مکرم احسان اللہ چیمہ صاحب مربی سلسلہ دعوت الی اللہ اور مکرم آصف جاوید چیمہ صاحب مربی سلسلہ کوئٹہ کو ایک ایک سال قید اور پانچ پانچ ہزار روپے جرمانہ کی سزا دی ہے۔

ان تینوں پر ۱۹۸۵ء سے کلمہ طیبہ کا بیج لگانے کے سلسلہ میں زیر دفعہ ۲۹۸/سی تعزیرات پاکستان مقدمہ چل رہا تھا۔ پہلے یہ مقدمہ جرگہ میں زیر سماعت رہا بعد میں اسسٹنٹ کمشنر کوئٹہ کی عدالت میں منتقل ہو گیا۔

اس مقدمہ کے سلسلہ میں اس سے پیشتر آنے والی اطلاعات کے مطابق ہر پیشی پر ملاؤں کی بھاری تعداد عدالت پر دباؤ ڈالنے کی غرض سے موجود ہوتی تھی اور ایک پیشی کے دن تو ایک غیر احمدی وکیل کو جو ان مربیان کی طرف سے درخواست لے کر عدالت میں پیش ہو رہے تھے مولویوں نے گھیر لیا اور عدالت میں پیش نہ ہونے دیا۔

احباب جماعت سے پاکستان میں رہنے والے تمام احمدیوں کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ خدا تعالیٰ ان کی قربانیوں کو قبول فرمائے اور ظالموں کے ہاتھ ظلم سے روک دے۔

نصیحت ہے غریبانہ

کوئی تو بولے
زباں کھولے
گواہی دے
غم یاراں کی!

صاحب عز و شرف؟
اہل قلم؟
اہل جنوں؟
حلقۂ فن؟

سب ہیں خاموش
خداوند خدا کے بندے
حیف صد حیف
یہاں
کوئی انسان نہیں؟
آنکھ میں جس کی ڈولے
ایک آنسو—
کسی منصف کے،
ترازو میں گری بوند،
کا عنواں بن کر
نقشۂ کوئے فغاں
رنگ اماں
ابھرے
نئے عہد کا پیماں بن کر!

تم نے کیا دیکھے نہیں؟
قرب قیامت کے نشاں
ظلمت جبر
مرا صبر
کڑکتی ہوئی بجلی
وہ پس ابر،
مگر
چپ ہو
ابھی تک یارو
تم بھی انسان ہو
اور
انسان پر
کچھ بھی گذر سکتا ہے
آدمی
وہ ہے
جو ہر بات کو،
پرکھے، تولے
ایک
منصف کی طرح بولے
زباں کھولے
گواہی دے
نکوکاروں کی
اور
اک جرم ضعیفی کے
گنہگاروں کی!!

(جلیل الرحمن جمیل)

IMPORTERS & EXPORTERS
OF
READY MADE
GARMENTS
S.S. ENTERPRISES
TELEPHONE AND FAX NO:
081 788 0608

Kenssy
Fried
Chicken
TELEPHONE 539 3773
589 HIGH ROAD,
LEYTONESTONE,
LONDON E11 4PB
PROPRIETOR: MASOOD HAYAT

Designing & Setting by Khalifa Rawahuddin Ahmad